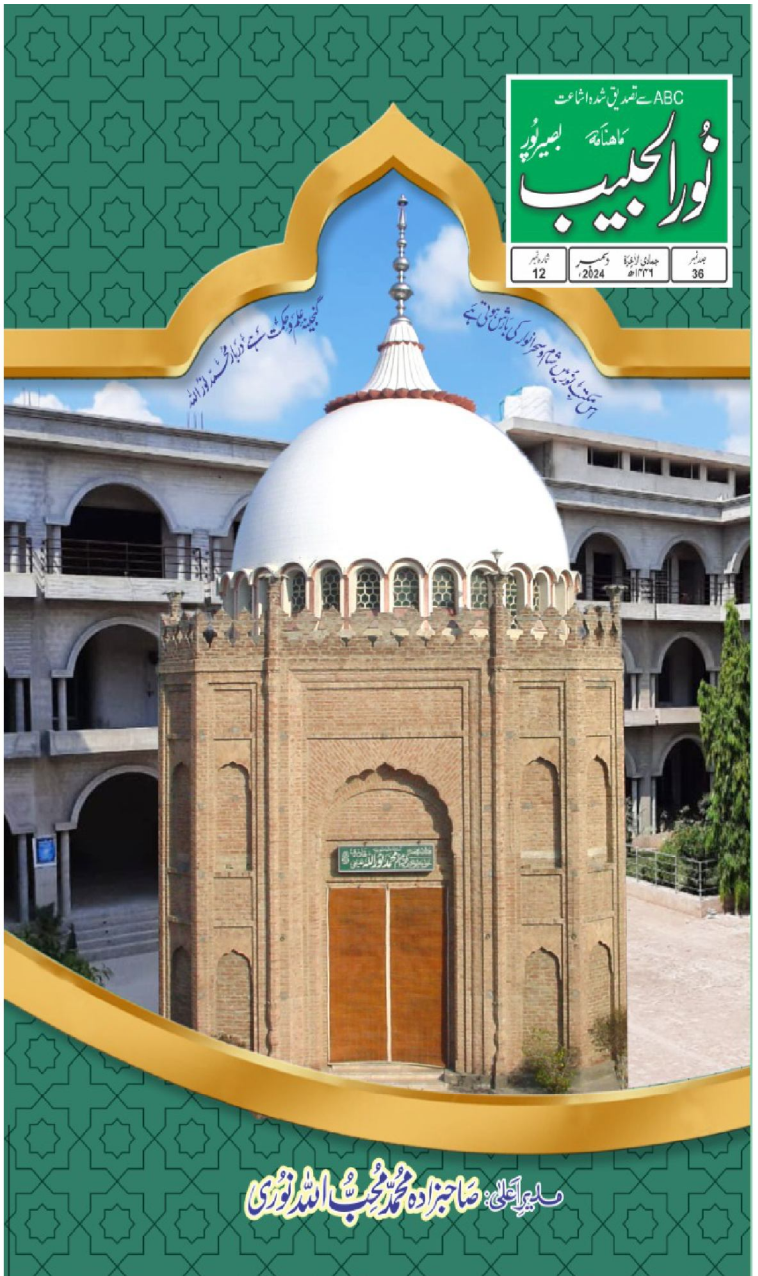

ABC سے تصدیق شدہ اشاعت
ماهنامه
نورالحبیب
بصیرپور
جلد نمبر 36
جمادی الآخرۃ ۱۴۴۶ھ
دسمبر 2024ء
شمارہ نمبر 12
مدیرِ اعلیٰ: صاحبزادہ محمد محبّ اللہ نوری

حقیقتِ دین

الحاج چودھری محمد اسحاق نوری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت سیدی فقیہ اعظم قدس سرہ العزیز نے مجھے مخاطب ہو کر فرمایا:

''رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عقیدت و محبت اور آپ سے جاں نثاری ہمارے مسلک کا خاصا ہے--- یہ دولتِ بے پایاں ہمیں اپنے بزرگوں سے وراثۃً ملی ہے، مگر میں نے مسلکی حوالوں سے بالاتر ہو کر اور بزرگوں سے سنی سنائی باتوں سے ہٹ کر تحقیق کی ہے، کیوں کہ آپ کو معلوم ہے کہ مجھے لکیر کا فقیر بننا پسند نہیں اور جب تک کسی معاملے اور مسئلے کی تہ تک نہ پہنچ جاؤں، کوئی نظریہ قائم نہیں کرتا، تقلیدِ محض مجھے بالکل گوارا نہیں ہے اور یہ بھی آپ جانتے ہیں کہ میرے پاس لائبریری میں ہزاروں کتابیں موجود ہیں، کئی زبانوں میں ہیں اور بے شمار علوم میں ہیں اور وہ نمائش یا دکھلاوے کے طور پر نہیں رکھی گئیں، بلکہ ان سب کتابوں کا گہرا مطالعہ کیا ہے، برسوں ان کو پڑھا ہے اور پڑھایا ہے، تحقیق و تجسس میں ایک عمر بیت گئی ہے، ان سب کتابوں کا حاصل اور پوری عمر کے مطالعہ کا نچوڑ آپ کو بتائے دیتا ہوں کہ آپ کو طول طویل باتوں میں الجھانے کی کیا ضرورت ہے؟--- منطقی اور فلسفیانہ پیچیدگیوں سے آپ کو کیا واسطہ؟--- ان سب کا جو عطر اور خلاصہ ہاتھ لگا ہے، جس نتیجے پر میں پہنچا ہوں اور جو حقیقی نکتہ ہاتھ آیا ہے، صرف وہی آپ کو بتائے دیتا ہوں، وہ نکتہ صرف یہ ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت و عقیدت اور آپ کے ساتھ عشق و وارفتگی اصلِ ایمان ہے اور یہی ''حقیقتِ دین'' ہے--- ساری تعلیم کا خلاصہ اور حاصلِ مطالعہ سب یہی کچھ ہے--- اسی کو ذہن نشین کر لیں اور اسی پر عمل پیرا ہو جائیں، دنیا و آخرت کی کامیابی کا مدار صرف اسی نکتہ کو سمجھ لینے میں مضمر ہے''---



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم قد جاءکم من اللہ نور و کتاب مبین

ھو الحبیب الذی ترجیٰ شفاعتہ
لکل ھول من الاھوال مقتحم

ماھنامہ

نورالحبیب
بصیر پور

زیرِ ظلِ عاطفت: فقیہ اعظم حضرت مولانا ابوالخیر محمد نوراللہ النعیمی قدس سرہ
بانی دارالعلوم حنفیہ فریدیہ و ماھنامہ نورالحبیب

Regd No. PS/CPL-25
ISSN 1993-4238

جلد: 36 شمارہ: 12
جمادی الآخرہ ۱۴۴۶ھ - دسمبر 2024ء

نوٹ: جو مستقل قارئین ماہنامہ "نورالحبیب" بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک حاصل کرنا چاہتے ہیں، وہ سالانہ چندہ کے ساتھ مبلغ/-120 روپے مزید بھیجیں، انھیں ہر ماہ رسالہ بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک پوسٹ کر دیا جائے گا --- ان شاء المولیٰ تعالیٰ

E-Mail:
noorulhabibmonthly@gmail.com

ناشر: انجمن حزب الرحمٰن صبیر پور دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور پاکستان

خصوصی چندہ سالانہ: 5000/= روپے
عمومی چندہ سالانہ: 1000/= روپے
فی کاپی: 90/= روپے

پتہ برائے خط و کتابت: ماہنامہ نورالحبیب
بصیر پور ضلع اوکاڑا، پوسٹ کوڈ 56011

www.facebook.com/monthlynoorulhabib
www.facebook.com/hanfiafaridiah
www.facebook.com/mohibnoori

ناشر محمد محب اللہ نوری نے گنج شکر پرنٹرز لاہور سے چھپوا کر دفتر نورالحبیب بصیر پور سے شائع کیا

اس شمارے میں

منظومات



آئندہ شمارہ (جنوری 2025ء) حضرت سیدی فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے عرس شریف کے موقع پر شائع ہوگا---ان شاء المولیٰ تعالیٰ

یااللہ

جَلَّ جَلَالُہٗ

نقصان نہ دے گا تجھے عِصیاں میرا
غُفران میں کچھ خرچ نہ ہو گا تیرا
جس سے تجھے نقصان نہیں، کر دے معاف
جس میں تیرا کچھ خرچ نہیں، دے مولیٰ



یارسول اللہ

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمَ

تم چاہو تو قسمت کی مصیبت ٹل جائے
کیوں کر کہوں ساعت سے قیامت ٹل جائے
للہ اٹھاؤ رخِ روشن سے نقاب
مولیٰ مری آئی ہوئی شامت ٹل جائے

[اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ]



بہت بلند ہے صدیق رضی اللہ عنہ بارگاہ تیری

رہیں گے چومتے دہلیز بادشاہ تیری / بہت بلند ہے صدیق بارگاہ تیری

ادا شناسِ رسالت رہی نگاہ تیری / ہے زلفِ یار سے دیرینہ رسم و راہ تیری

بغیر اس کے کسی اور سمت پھر نہ سکی / نگاہِ یار سے ایسی لڑی نگاہ تیری

جمالِ روئے محمد ﷺ کی لاجوابی کا / بیک نگاہ ، بصیرت بنی گواہ تیری

تری نگاہ پہ ہے رشک جبرئیل علیہ السلام کو بھی / کہ وقفِ روئے محمد ﷺ رہی نگاہ تیری

ہے کیف وکم کی حدوں سے بلند شوق ترا / ہیں کیفِ عشق کی سرمستیاں اَتھاہ تیری

رہا تھا بدر میں تو جاں نثار جس کے لیے / بنا ہوا ہے وہی قبر میں پناہ تیری

نثار کر دیا سب جان و مال ہی اس پر / کہ مصطفیٰ ﷺ سے محبت تھی بے پناہ تیری

ملا مقام ہے آغوشِ مصطفیٰ میں تجھے / بلند شان بہت ہے خدا گواہ تیری

”کسی کو دیکھتے رہنا نماز تھی تیری“ / بنی تھی عشق کی معراج ہر نگاہ تیری

حریمِ ناز کے باغی مسیلمہ کے لیے / پیامِ موت بنی تیغِ بے پناہ تیری

نہ ٹھہرے سامنے تیرے زکوٰۃ کے منکر / کہ برق خرمنِ فجار تھی نگاہ تیری

خرد کی زد سے ہے باہر متاعِ شوق تیری
حصارِ امن ہے اس کے لیے پناہ تیری

صاحبزادہ فیض الحسن رحمۃ اللہ علیہ



کچھ
بیاں
اپنا

آفتابِ فقاہت وولایت

حضرت فقیہِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا عرسِ مقدس

نبیٔ رحمت، معلم کتاب وحکمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ والاشان ہے:

مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیْرًا یُّفَقِّھْہُ فِی الدِّیْنِ---[متفق علیہ]

''اللہ تعالیٰ جس کے حق میں خیر کا ارادہ فرمالیتا ہے، اسے دین کا ''فقیہ'' بنادیتا ہے''---

ایک اور حدیث پاک میں ہے:

فَقِیْہٌ وَّاحِدٌ أَشَدُّ عَلَی الشَّیْطٰنِ مِنْ أَلْفِ عَابِدٍ---[ترمذی/ابن ماجہ]

''ایک فقیہ، شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے''---

اہلِ حقیقت کے ہاں فقیہ وہ ہے جو علم وعمل کا جامع ہو، چنانچہ علامہ ابنِ عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ نے فقیہ کی تعریف یوں کی ہے:

إِنَّمَا الْفَقِیْہُ : الزَّاھِدُ فِی الدُّنْیَا ، الرَّاغِبُ فِی الْآخِرَۃِ ، الْبَصِیْرُ بِدِیْنِہٖ ، الْمُدَاوِمُ عَلٰی عِبَادَۃِ رَبِّہٖ ، الْوَرِعُ ، الْکَافُّ عَنْ أَعْرَاضِ الْمُسْلِمِیْنَ ، الْعَفِیْفُ عَنْ أَمْوَالِھِمْ ، النَّاصِحُ لِجَمَاعَتِھِمْ ---

[رد المحتار، دار الفکر، بیروت، ۱۴۱۲ھ، ج۱، ص۳۸]

''فقیہ دنیا میں زاہد، آخرت میں راغب، دین کا دیدہ ور، مستقل عبادت گزار، متقی، مسلمانوں کی عزتوں کا محافظ، لوگوں کے مال سے بچنے والا اور لوگوں کو نصیحت کرنے والا ہوتا ہے''---

بلاشبہ مجمعِ علم وعرفاں، شیخ الحدیث والتفسیر، حجۃ الاسلام، فقیہ اعظم مفتی ابوالخیر محمد نوراللہ نعیمی قدس سرہ العزیز فقیہ ہی نہیں، فقیہ اعظم اور سراپا خیر تھے کہ ان کے استاذِ گرامی حضرت سید دیدار علی شاہ محدث الوری رحمۃ اللہ علیہ (م 1935ء) نے آپ کو ''ابوالخیر'' کی کنیت عطا کی، جب کہ ان کے صاحبزادے مفتیٔ اعظم حضرت مولانا ابوالبرکات سید احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ (م 1978ء) نے آپ کو فقیہِ زماں، محدثِ دوراں، فقیہ العصر، فقیہ النفس (مجسمۂ فقاہت)، مفتیٔ اعظم اور فقیہ اعظم وغیرہ جلیل القدر القاب سے ممتاز فرمایا--- ان گوناگوں اور متنوع القاب میں سے ''فقیہ اعظم'' کا لقب زبان زدِ خاص وعام ہے--- آپ کے ہم عصر اکابر علماء نے بھی آپ کو ''فقیہ اعظم'' تسلیم کیا--- جب کہ استاذ الاساتذہ حضرت علامہ عطا محمد بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو ''مجددِ وقت'' کا خطاب دیا، شیخ القرآن علامہ عبدالغفور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو ''آیت مِنْ آیَاتِ اللّٰہ'' کہا--- شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد قمرالدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ اور شہبازِ خطابت صاحب زادہ سید فیض الحسن شاہ رحمۃ اللہ علیہ (آلومہار شریف) نے آپ کو ''دورِ حاضر کا امام ابوحنیفہ'' قرار دیا---

حضرت سیدی فقیہ اعظم قدس سرہ العزیز کو فقہ میں تخصص کا اعلیٰ درجہ حاصل تھا--- انھیں فتویٰ نویسی میں غیر معمولی مہارت تھی، آپ کی ذات مرجعِ خلائق تھی، ملک و بیرونِ ملک کے لوگ استفتاءات میں آپ کی طرف رجوع کرتے--- فتاویٰ نوریہ کی چھ ضخیم جلدوں کے مطالعہ سے آپ کے تبحرِ علمی، وسعتِ نظر، عمیق مشاہدہ، قوتِ استدلال، صلابتِ رائے، جدتِ فکر اور فقہی بصیرت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے---

شہریارِ ملکِ ولایت

حضرت سیدی فقیہ اعظم قدس سرہ العزیز کی شخصیت پر علمی و دینی خدمات کی وجہ سے فقاہت وثقاہت کا غلبہ رہا، مگر درحقیقت آپ جہاں سپہرِ فقاہت کے درخشندہ آفتاب تھے،

وہیں ملکِ ولایت کے شہر یار بھی تھے--- عام طور پر لوگ خرقِ عادت قسم کے واقعات ہی کو معیارِ ولایت سمجھتے ہیں، حالاں کہ اصل اہمیت سیرت و کردار کی ہے--- عشقِ مصطفیٰ، اتباعِ نبوی، شریعتِ مطہرہ پر عمل اور استقامت علی الحق ایسے تابندہ اوصاف ہی معیارِ ولایت، عینِ کرامت بلکہ کرامت سے بڑھ کر کرامت ہیں--- حضرت فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ میں یہ تمام اوصاف بدرجۂ اتم پائے جاتے تھے---

بلاشبہہ آپ رحمۃ اللہ علیہ فنافی الرسول، مجسمۂ زہد و تقویٰ اور فقیہانہ شان کے شایاں اعلیٰ اخلاق و کردار کے حامل تھے--- ان کے قول و فعل میں کامل ہم آہنگی تھی--- آپ باوقار، بارعب اور پُرکشش شخصیت کے حامل تھے--- آپ بچوں پر رحمت، طلبہ پر شفقت اور بزرگوں سے مودّت فرمایا کرتے تھے--- آپ کی زندگی حافظ شیرازی کے اس شعر کا صحیح مصداق تھی:

آسائشِ دو گیتی تفسیر ایں دو حرف است
با دوستاں مروّت با دشمناں مدارا

اخلاقیات میں صاحبِ خلقِ عظیم کے مظہر اتم تھے--- شخصیت کے اعتبار سے دیکھا جائے تو آپ کی ذات شرافت و متانت، جرأت و استقلال، ہمدردی، خیر خواہی، حلم و بردباری، بےلوثی و فرض شناسی، عالی ظرفی، علم و عمل، تواضع و انکسار، خشیتِ الٰہیہ اور پرہیز گاری کا مرقع تھی--- استغناء و توکل کا یہ عالم کہ کبھی کسی امیر یا وزیر کے دروازے پر نہ گئے--- ہمیشہ جلبِ زر اور طلبِ دنیا سے پہلو تہی کی--- آپ فرقہ ورانہ تعصب کے سخت خلاف تھے، تقریر و تحریر کے ذریعے بدامنی اور فساد فی الارض کے رویوں سے سخت نفرت تھی--- آپ سلف صالحین کا عکس جمیل تھے---

آپ کی زندگی کی خصوصیات میں اہم بات یہ ہے کہ آپ سادہ منش، کم گو، دل کے کھرے اور شہرت و ذاتی نمائش سے بے نیاز تھے--- شہری زندگی کے ہمہموں اور ظاہریت کے رکھ رکھاؤ سے دور، فطری اور صاف ستھرے ماحول میں رہ کر دینِ متین کی بے لوث خدمت کرتے ہوئے زندگی بسر کر ڈالی--- درس و تدریس، فتویٰ نویسی، خطابت و امامت اور بہت بڑے ادارے کے جملہ انتظامی امور کی نگہداشت کے عوض تنخواہ یا اجرت لینے کے روادار نہ ہوئے بلکہ جملہ دینی خدمات محض رضائے الٰہی کی خاطر مفت سرانجام دیتے رہے---

حضرت فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً پچاس سال قرآن و حدیث اور دیگر علوم وفنون کا درس دیا، اسباق کی پابندی فرمائی---آپ نے درسِ حدیث کا سلسلہ آخر عمر تک جاری رکھا---آپ سے فیض یافتگان، جن کی تعداد ہزاروں تک پہنچتی ہے، ملکی اور عالمی سطح پر تحریری، تقریری، علمی، سیاسی اور سماجی سرگرمیوں کے ذریعے اسلام کی نشأۃِ ثانیہ کے لیے راہ ہموار کر رہے ہیں---

آپ اسلام کے شیدائی اور دینی درد رکھنے والے محبّ وطن تھے--- 1946ء میں بنارس کانفرنس میں شمولیت سے لے کر تحریکِ پاکستان کو کامیابی سے ہمکنار کرنے تک بہت نمایاں کردار ادا کیا---

1953ء کی تحریکِ ختم نبوت اور 1977ء کی تحریکِ نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں---1974ء کی تحریک ختم نبوت میں بھی بھرپور کردار ادا کیا---

واضح رہے کہ 16/رجب المرجب 1333ھ/ 10/جون 1914ء کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ہوئی، جب کہ یکم رجب المرجب 1403ھ/ 15/اپریل 1983ء، بروز جمعہ وصال فرمایا---

شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد قمرالدین سیالوی نوّر اللہ مرقدہ کے برادر گرامی حضرت خواجہ غلام فخرالدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے قطعۂ تاریخِ وفات کہا:

آں ابو الخیر زبدۂ اخیار بود اندر علوم کوہِ وقار

تاج دارِ ولایتِ عرفاں در دیارِ علومِ دیں سردار

فخر آں بود چوں کہ ''نور اللہ''

مرقدِ اوست ، ''مظہرِ انوار''

۱۴۰۳ھ

دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور شریف (اوکاڑا) کے شرقی حصہ میں آپ کا روضۂ مبارکہ مرجعِ خلائق ہے---

عرس و اجلاس

حضرت فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا 43 واں سالانہ عرس مبارک اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی قائم کردہ عظیم دینی درس گاہ دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور شریف (اوکاڑا) کا 86 واں سالانہ اجلاس

دستارِ فضیلت و تقسیمِ اسناد بفضلہٖ تعالیٰ **1-2** / رجب المرجب **1446** ھ، بمطابق **1-2** / جنوری **2025** ء، بروز بدھ، **جمعرات** منعقد ہو رہا ہے--- **اختتامی دعا** **2** / جنوری، جمعرات، ایک بجے شب کو ہوگی--- ان شاء اللہ تعالیٰ

یہ محض روایتی میلہ یا اجتماع نہیں بلکہ خالص علمی وروحانی پروگرام ہے، جس میں شرعی تقاضوں کو ملحوظِ خاطر رکھا جاتا ہے اور تلاوتِ قرآن کریم، ذکرِ الٰہی، نعت خوانی اور عقائد، احکامات اور معاملات کے بارے میں علماء ومشائخ کے خطابات کے ساتھ ساتھ فکری وتربیتی حوالے سے بھی مفید گفتگو کا اہتمام کیا جاتا ہے--- ان محافل میں حاضری ہمارے لیے اور ہماری اولادوں کے لیے رہنمائی کا بہترین سبب بن سکتی ہے---

شرعی تقاضوں کے مطابق عرس، اہل اللہ کے مبارک ذکر اور علماء وصلحاء کی زیارت کا بہترین وسیلہ ہے---

اللہ تعالیٰ کے نیک لوگوں کا ذکر سعادت ہے، جیسا کہ حدیث پاک میں ہے:

ذِکْرُ الْاَنْبِیَاءِ مِنَ الْعِبَادَۃِ، وَ ذِکْرُ الصَّالِحِینَ کَفَّارَۃُ الذُّنُوبِ---

[کنز العمال، حرف المیم، حدیث ۴۳۵۸۴]

''انبیاء کا ذکر عبادت، جب کہ نیکوکاروں کا ذکر گناہوں کی معافی کا ذریعہ ہے''

یعنی سراسر سعادت ہے---

اہل اللہ کا ذکر اور ان کی زیارت یادِ الٰہی کا موجب ہے--- حدیث پاک میں ہے:

إِذَا رُؤُوْا، ذُکِرَ اللّٰہُ عَزَّ وَ جَلَّ--- [سنن ابن ماجہ، باب فضل الفقر]

''یاد آتا ہے خدا دیکھ کے صورت ان کی''

یہ وہ برگزیدہ بندے ہیں، جن کے ذکر سے اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے--- امام ابن عیینہ فرماتے ہیں:

عِنْدَ ذِکْرِ الصَّالِحِیْنَ تَنَزَّلُ الرَّحْمَۃُ--- [حلیۃ الاولیاء، ج ۷، ص ۲۸۵]

''نیکوں کے ذکر سے رحمت نازل ہوتی ہے''---

بلاشبہہ ان کا ذکر سعادت اور نافعِ قلوب ہے--- امام محمد بن یونس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مَا رَأَیْتُ لِلْقَلْبِ أَنْفَعَ مِنْ ذِکْرِ الصَّالِحِیْنَ--- [صفۃ الصفوۃ، ج ۱، ص ۱۱]

''میں نے نیکوں کے ذکر سے زیادہ کسی اور چیز کو اصلاحِ قلب کے لیے فائدہ مند نہیں پایا''---

ان کے ذکر سے مصیبتیں دور ہوتی ہیں---حدیث پاک میں ہے:

فَبِھِمْ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ، وَیُمْطِرُ وَیُنْبِتُ، وَیَدْفَعُ الْبَلَاءَ---

[حلیۃ الاولیاء، ج۱، ص۹]

''اہل اللہ کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ زندہ کرتا ہے، مارتا ہے، بارش برساتا ہے، کھیتی اگاتا ہے اور مصیبتوں سے نجات عطا فرماتا ہے''---

ذکرِ صالحین کی طرح صحبتِ صالحین بھی باعثِ برکت وسعادت ہے---اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ٥---[التوبۃ:۱۱۹]

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور اہلِ صدق (کی معیت) میں شامل رہو''---

اسی طرح حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث پاک میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے (صالحین) کی فضیلت یوں بیان کی گئی ہے:

ھُمُ الْقَوْمُ لَا یَشْقٰی بِھِمْ جَلِیْسُھُمْ---

[صحیح مسلم، باب فضل مجالس الذکر]

''یہ وہ لوگ ہیں جن کا ہم نشین محروم اور بدبخت نہیں رہتا''----

اللہ تعالیٰ ہمیں صالحین کے ذکر کی توفیق عطا کرے اور دنیا وآخرت میں ان کی صحبت وہم نشینی، ان کی محبت اور ان کا قرب نصیب فرمائے---حدیث پاک میں ہے:

اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ---

[صحیح بخاری، کتاب الادب، باب علامۃ الحب فی اللہ، حدیث ۶۱۶۸]

''آدمی دنیا میں جس سے محبت رکھتا ہے، آخرت میں اسی کا ساتھ اور قرب ملے گا''---

اُحِبُّ الصّٰلِحِیْنَ وَلَسْتُ مِنْھُمْ
لَعَلَّ اللّٰہَ یَرْزُقُنِیْ صَلَاحًا

وابستگانِ فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ کے لیے

حضور سیدی فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے وابستگان، متوسلین، معتقدین اور جملہ اہلِ اسلام کو پُر زور دعوت دیتا ہوں کہ وہ عرس سراپا قدس کی محافل میں اپنی شمولیت کو یقینی بنائیں اور روحانی فیوض و برکات سے اپنے قلوب و اذہان کو مستفیض و مستنیر کریں---

فضلائے دارالعلوم حنفیہ فریدیہ اور وابستگانِ فقیہ اعظم کو چاہیے کہ وہ اپنے علاقہ میں مجالسِ مشاورت قائم کریں اور عرس و اجلاس میں شمولیت کے انتظامات کو حتمی شکل دیں، اپنے اپنے علاقہ کے اہم مقامات پر فلیکسز/ بینرز آویزاں کریں--- سوشل میڈیا، واٹس ایپ میسج، فیس بک، میسنجر، کیبل اور دیگر ذرائع سے علاقہ کے عوام تک اس روحانی پروگرام کے انعقاد کی اطلاع پہنچائیں---

- عرس شریف میں شمولیت کا عزم رکھنے والوں کی ذہنی تربیت کریں کہ وہ زیادہ سے زیادہ وقت جلسہ گاہ میں گزاریں اور اطمینان کے ساتھ خطابات سنیں، نیز نمازوں کی پابندی کریں---
- عرس مبارک سے چار دن پہلے (27 دسمبر) جمعۃ المبارک کے موقع پر حضرت سیدی فقیہ اعظم قدس سرہ العزیز کی حیات و خدمات کو خطبۂ جمعہ کا موضوع بنائیں---
- عرس شریف کے انتظامات اور لنگر کے اخراجات کے لیے عطیہ جات براہِ راست مرکز میں بھجوا کر رسید حاصل کریں---
- براہِ کرم اس روحانی پروگرام کو اپنا ذاتی پروگرام سمجھ کر اسے کامیاب بنانے کی ہر ممکن کوشش فرمائیں اور ان دو روزہ تقریبات میں اپنی شمولیت کو یقینی بنائیں---

اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ ہمیں اس کارِ خیر کے لیے احسن انداز میں اپنی ذمہ داریاں نبھانے کی توفیق عطا فرمائے---

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ وسلّم علیہ و آلہ و صحبہ اجمعین

بصیر پور شریف
۲۳ نومبر ۲۰۲۴ء

(صاحبزادہ) محمد محبّ اللہ نوری
مدیر اعلیٰ ماہنامہ نور الحبیب



کون بھولے گا ترا پیار فقیہِ اعظم

اللہ اللہ ترا کردار فقیہِ اعظم
میٹھی میٹھی تری گفتار فقیہِ اعظم

فیض یاب شہِ لولاک گھرانہ تیرا
ہر طرف ہیں تیرے انوار فقیہِ اعظم

علم و عرفان کا ہے آج بھی چشمہ جاری
ذات تیری ہے گہر بار فقیہِ اعظم

دولتِ عشقِ نبی تو نے لٹائی ہے سدا
کون کر سکتا ہے انکار فقیہِ اعظم

تجھ کو حاصل ہوا لاریب حضوری کا شرف
تجھ پہ راضی ہوئے سرکار (ﷺ)، فقیہِ اعظم

جس کو تجھ سے ہوئی نسبت، وہ ہوا ہے نوری
کون بھولے گا ترا پیار فقیہِ اعظم

ہیں نگاہوں میں مری نور کے جلوے رقصاں
تیرا جب سے کیا دیدار فقیہِ اعظم

ہم نے دیکھے ہیں محبّ اللہ میں جلوے تیرے
ہے مکمل ترا شاہکار فقیہِ اعظم

آج در پر ہے ترے، تیرے غلاموں کا ہجوم
کیا سجا ہے تیرا دربار فقیہِ اعظم

ابرِ رحمت کے برستے رہیں تربت پہ تری
تیرا مہکا رہے گل زار فقیہِ اعظم

جان و دل سے ترا دیوانہ و شیدائی بنا
جس نے دیکھا تجھے اک بار فقیہِ اعظم

نوری میخانے سے اک جام اسے بھی مل جائے
ہے نیازی ترا مے خوار فقیہِ اعظم

الحاج عبدالستار نیازی



سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور اصلاحِ معاشرہ

ڈاکٹر شفاقت علی البغدادی الازہری

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام عبداللہ بن ابوقحافہ عثمان بن عامر بن عمرو القرشی التیمی تھا اور آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوبکر تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کے والد ابوقحافہ کا تعلق قریش کی معزز ترین شاخ بنوتیم سے تھا، جو شجاعت، سخاوت، مروّت اور بہادری جیسی صفات سے متصف تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے لقب صدیق اور عتیق قرار پائے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعلانِ نبوت اور سفرِ معراج پر سب سے پہلے تصدیق و گواہی آپ رضی اللہ عنہ نے دی، جس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو حق و سچ کی تائید کرنے کا لقب (صدیق رضی اللہ عنہ) عنایت کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یارِ غار اور وہ خوش نصیب صحابی ہیں، جن کے بارے میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر کے مال نے مجھے جتنا نفع دیا ہے، اتنا کسی کی دولت سے نفع و فائدہ حاصل نہیں ہوا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سرخیل و سردار ہیں۔ آپ نے اپنے زمانۂ خلافت میں ایسے تاریخ ساز اور اصلاحی کارنامے سرانجام دیے، جو بعد میں آنے والوں کے لیے مشعلِ راہ اور منارۂ نور بن گئے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد

جب معاشرتی برائیوں اور فتنوں نے سر اٹھانا شروع کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان کی سرکوبی کے لیے نہ صرف اہم اقدامات فرمائے، بلکہ کتاب وسنت کو نافذ کر کے خلیفۃ الرسول ہونے کا عملاً حق ادا کیا۔

آپ کی زندگی صدق واخلاص اور طاعت وزہد کی مثال تھی۔آپ کی جبین مبارک پر عموماً خوفِ الٰہی سے پسینہ رہتا تھا۔خشیتِ الٰہی کا یہ عالم تھا کہ ایک دن آپ رضی اللہ عنہ ایک باغ میں گئے، جہاں ایک درخت تھا، اس کے سائے میں ایک چڑیا کو دیکھ کر ٹھنڈی سانس بھری اور فرمایا:

''اے چڑیا! تو بڑی خوش نصیب ہے، درختوں کے پھل کھاتی ہے، درختوں کے سائے میں رہتی ہے اور حساب وکتاب سے مبرّا ہے''---

آپ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

''کاش میں سبزہ ہوتا اور مجھے چرند، پرند کھاتے اور خوفِ عذاب اور وحشتِ یومِ حساب کا سوچ کر خیال کرتا ہوں کہ کاش مجھے پیدا ہی نہ کیا جاتا''---

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خوف ورجا کا یہ عالم تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

''اگر پکارنے والا یہ پکارے کہ جنت میں صرف ایک ہی شخص داخل ہوگا تو مجھے امید ہے کہ وہ شخص میں ہی ہوں گا اور اگر کوئی یہ صدا بلند کرے کہ دوزخ میں ایک ہی شخص جائے گا، تو مجھے خوف ہے کہ کہیں وہ میں ہی نہ ہوں''---

جب نماز کا وقت ہوتا تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

''اے آدم کی اولاد! اٹھو، اس آگ کو بجھا ڈالو جسے تم نے خود جلا رکھا ہے''---

آپ یہ دعا فرماتے تھے:

''اے اللہ! میری آخری عمر میں برکتیں اور بھلائی عطا فرما اور نیک اعمال پر میرا خاتمہ ہو اور تیری ملاقات کا دن میری زندگی کا بہترین دن ہو''---

خطبۂ خلافت اور اصلاحِ معاشرہ

آپ رضی اللہ عنہ نے جب خطبۂ خلافت ارشاد فرمایا تو معاشرتی اصلاح کی طرف لوگوں کو متوجہ کرتے ہوئے ایسے اصول وضع فرمائے، جو آنے والے امراء وخلفاء کے لیے ہدایت ورشد کا ذریعہ ثابت ہوئے۔ یہ خطبہ اپنے اختصار وایجاز کے باوجود اہم ترین اسلامی خطبوں میں سے ہے۔ اس خطبہ میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اصلاحِ معاشرہ کے درج ذیل اصول وضع فرمائے:

❶...... اطاعتِ الٰہی اور اطاعتِ رسول ﷺ

تعمیرِ معاشرہ کی پہلی بنیاد ہی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت پر موقوف ہے۔ اطاعت و اتباع کے بغیر معاشرتی اصلاح کے قیام کا تصور ممکن نہیں۔ چونکہ انسانی معاشرہ ایک عمارت کی مانند ہے، جس کی اینٹیں ایسے افراد ہوتے ہیں، جن کے معاشرتی تعلقات سے اس معاشرہ کے عناصر تشکیل پاتے ہیں۔ یہ عناصر جس قدر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کے تابع ہوں گے، اسی قدر معاشرے کو دنیا میں مقام و مرتبہ حاصل ہوگا۔ آج ہمارا معاشرہ بدامنی، خلفشار اور فتنہ و فساد کا شکار ہے، اس کی وجہ فقط اللہ جل جلالہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کی خلاف ورزی و نافرمانی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خلافت کی ذمہ داری سنبھالی تو معاشرے کی ترقی و اصلاح کے لیے سب سے پہلے اطاعتِ الٰہی اور اطاعتِ رسول ﷺ پر زور دیا اور واضح کیا کہ اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت و فرماں برداری ہی اصلاحِ معاشرے کا اصل اور اصول ہے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا:

أَطِيْعُوْنِيْ مَا أَطَعْتُ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ، فَإِذَا عَصَيْتُ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ، فَلَا طَاعَةَ لِيْ عَلَيْكُمْ --- [البداية و النهاية، جلد۵، صفحہ ۲۴۸]

''جب تک میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کروں تو میری اطاعت کرو اور جب میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کروں تو تم پر میری کوئی اطاعت فرض نہیں ہے''---

یعنی اگر میرا حکم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی اور معصیت پر مبنی ہو تو خلیفہ ہونے کے باوجود میرا حکم لوگوں کے لیے قابلِ اتباع نہیں ہوگا۔

❷...... عدل و انصاف

آپ رضی اللہ عنہ نے خطبہ میں حاکم اور رعایا کے مابین تعامل کے سلسلہ میں عدل و رحمت پر تاکید کی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

فَإِنْ أَحْسَنْتُ فَأَعِيْنُوْنِيْ، وَ إِنْ أَسَأْتُ فَقَوِّمُوْنِيْ ---

[البداية و النهاية، جلد۵، صفحہ ۲۴۸]

''اگر میں اچھا کروں تو تم میری مدد کرو، اگر برا کروں تو مجھے سیدھا کردو''---

گویا آپ رضی اللہ عنہ نے احتساب اور حساب و کتاب کے معاملے میں واضح فرما دیا کہ کوئی شخص بھی قانون سے بالاتر نہیں ہے۔ جب تک حاکم اپنے آپ کو احتساب کے لیے پیش نہیں کرتا، معاشرے میں عدل و انصاف کا فروغ ممکن نہیں ہوسکتا۔ قرآن مجید میں اسی جانب رہنمائی کرتے ہوئے ارشاد فرمایا گیا:

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ لِلّٰہِ شُھَدَآءَ بِالْقِسْطِ ز وَ لَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤی اَلَّا تَعْدِلُوْا ط اِعْدِلُوْا قف ھُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی ز وَاتَّقُوا اللّٰہَ ط اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ م بِمَا تَعْمَلُوْنَ o--- [المائدۃ،۵:۸]

''اے ایمان والو! اللہ کے لیے مضبوطی سے قائم رہتے ہوئے انصاف پر مبنی گواہی دینے والے ہو جاؤ اور کسی قوم کی سخت دشمنی (بھی) تمہیں اس بات پر برانگیختہ نہ کرے کہ تم (اس سے) عدل نہ کرو۔ عدل کیا کرو (کہ) وہ پرہیزگاری سے نزدیک تر ہے، اور اللہ سے ڈرا کرو! بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں سے خوب آگاہ ہے''---

❸...... فواحشات سے بچنا

معاشروں کے قیام اور تہذیب و تمدن کے ظہور سے اخلاق کا انتہائی گہرا تعلق ہے۔ اگر اخلاق میں بگاڑ آ جائے تو معاشرے تباہ اور ملتیں ضائع ہو جاتی ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب خطبہ خلافت ارشاد فرمایا تو اس میں لوگوں کو برائی، فواحش اور بے حیائی سے دور رہنے کی نصیحت فرمائی۔ کیوں کہ معاشرہ کو گراوٹ و فساد سے بچانے کے لیے یہ انتہائی ضروری چیز ہے۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

وَ لَا تَشِیْعُ الْفَاحِشَۃُ فِیْ قَوْمٍ قَطُّ اِلَّا عَمَّھُمُ اللّٰہُ بِالْبَلَاءِ---

[البدایۃ و النھایۃ، جلد۸، صفحہ۸۹]

''جس قوم میں بری باتیں عام ہو جاتی ہیں، اللہ تعالیٰ ان پر مصیبت کو مسلط کر دیتا ہے''---

قرآن مجید میں بھی اسی حوالے سے تلقین کی گئی ہے۔ ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ اِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَ یَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْکَرِ وَ الْبَغْیِ ج یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ o--- [النحل،۱۶:۹۰]

''بے شک اللہ (ہر ایک کے ساتھ) عدل اور احسان کا حکم فرماتا ہے اور قرابت داروں کو دیتے رہنے کا اور بے حیائی اور برے کاموں اور سرکشی و نافرمانی سے منع فرماتا ہے، وہ تمھیں نصیحت فرماتا ہے تاکہ تم خوب یاد رکھو''---

گزشتہ اقوام وملل اور تہذیبوں کا بصیرت کی نگاہ سے جس نے مطالعہ کیا ہے، اس پر یہ حقیقت آشکارا ہے کہ کس طرح تہذیب وتمدن کا قیام دینِ صحیح اور اخلاقِ کریمہ پر ہوا ہے۔ جب تک اخلاقِ کریمہ کو مدِنظر رکھا اور اس کی حفاظت کی، تو کامیابی وکامرانی نے ان کا ساتھ دیا اور جب فواحش ومنکرات کے جراثیم ان میں سرایت کر گئے تو پھر ان کی حکومتیں ہلاکت وتباہی کا شکار ہوگئیں، ان کی شان وشوکت ملیامیٹ ہوگئی اور ان کی تہذیب وتمدن کا جنازہ نکل گیا۔

4...... سچائی اور دیانت داری

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبۂ خلافت میں سچائی کو معاشرے میں فروغ دینے پر زور دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اَلصِّدْقُ أَمَانَةٌ، وَ الْكَذِبُ خِيَانَةٌ---

''سچائی امانت ہے اور جھوٹ خیانت ہے''---

آپ رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی اتباع میں ہے کہ:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ---[التوبة،۹:۱۱۹]

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور اہلِ صدق (کی معیت) میں شامل رہو''---

آپ رضی اللہ عنہ نے معاشرے کی اصلاح کے لیے یہ اصول وضع کیا کہ سچائی؛ حاکم اور امت کے درمیان تعامل کی اساس ہے، اس سے حاکم وعوام کے مابین اعتماد مضبوط ہوتا ہے۔ یہ سیاسی خصلت معاشرے کی ترقی اور ارتقاء میں بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔

5...... مساوات و برابری

اسلامی نظامِ معاشرت میں تمام انسان حقوق کے اعتبار سے برابر ہیں۔ یہ اسلامی نظامِ اقدار میں اہم اور بنیادی پہلو ہے۔ مساوات کی تعلیم کا مقصد یہ ہے کہ اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ تمام انسانوں کو باہمی یکساں حقوق پہنچائے جائیں اور کسی بھی فرد سے کسی مجبوری ومعذوری، شکل ونسل اور وطن ومسکن کی بنیاد پر امتیازی سلوک اختیار نہ کیا جائے۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے خطبہ خلافت میں مساوات کا درس دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

وَ الضَّعِیفُ فِیکُمْ قَوِیٌّ عِنْدِیْ حَتّٰی أُرِیحَ عَلَیْہِ حَقَّہٗ، إِنْ شَاءَ اللّٰہُ،
وَ الْقَوِیُّ فِیکُمْ ضَعِیفٌ حَتّٰی آخُذَ الْحَقَّ مِنْہُ، إِنْ شَاءَ اللّٰہُ---[البدایۃ و النھایۃ]

’’تم میں جو کمزور ہے، وہ میرے نزدیک قوی ہے، چنانچہ میں اس کا شکوہ دور کر دوں گا اور تم میں جو قوی ہے، وہ میرے نزدیک کمزور ہے، چنانچہ میں اس سے حق لوں گا‘‘---

یعنی آپ رضی اللہ عنہ کے نزدیک معاشرے کے تمام افراد برابر ہیں۔ اگر کوئی معاشی یا معاشرتی اعتبار سے کمزور تھا، تو اس کی بات بھی ایسے ہی سنی جائے گی جیسے معاشرے کے باقی لوگوں کی دادرسی کی جاتی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے واضح کر دیا تھا کہ کمزور شخص کو ایسے ہی حقوق حاصل ہوں گے، جیسے معاشرے کے دیگر افراد کو حاصل ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے عہد میں زبان، وطن اور معاشرتی احوال کی بنیاد پر کبھی کسی سے امتیاز نہ برتا گیا۔

⑥...... اصلاحِ معاشرہ اور تقویٰ

معاشرتی اصلاح کے لیے خشیتِ الٰہی اور تقویٰ نہایت اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اللہ رب العزت نے قرآن کریم میں بے شمار مقامات پر تقویٰ اختیار کرنے کی تلقین فرمائی ہے اور اس کو مومنین کی بنیادی صفت قرار دیا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تقویٰ اور پرہیزگاری کے اعلیٰ مرتبے پر فائز تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ اگر کبھی کوئی چیز تناول فرمائی اور بعد میں اس کے بارے میں شک و شبہ پیدا ہوا، تو فوراً قے کر کے اگل دیتے اور فرماتے:

وَ اللّٰہِ لَوْ لَمْ تَخْرُجْ تِلْکَ اللُّقْمَۃُ إِلَّا مَعَ نَفْسِیْ لَأَخْرَجْتُھَا---

’’خدا کی قسم! اگر اس مشتبہ کھائی ہوئی چیز کے ساتھ میری روح بھی نکل جائے تو میں اسے خارج کرنے میں تامل نہ کروں گا‘‘---

اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانِ اقدس سے سنا ہے کہ:

لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ جَسَدٌ غُذِّیَ بِالْحَرَامِ---[مشکوۃ المصابیح، رقم: ۲۷۸۷]

''جس جسم کو حرام کی غذا ملی ہو، وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا''---

موجودہ دور میں اگر اسلامی معاشرے کا جائزہ لیں تو عوام سے لے کر خواص تک، ہر طبقہ سے حرام وحلال کی تمیز ختم ہو رہی ہے۔ جب کہ خلیفۃ الرسول رضی اللہ عنہ کی زندگی تقویٰ اور پرہیز گاری کے اس معیار پر تھی کہ حرام شے تو درکنار مشتبہ اشیاء سے بھی اس طرح پرہیز فرماتے جیسے حرام اشیاء سے بچتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کے دور میں افرادِ معاشرہ اس قدر تقویٰ کے اسلامی اصولوں پر کاربند تھے کہ جماعتِ صحابہ کے افراد گھر سے صبح کے وقت طلبِ معاش کے لیے نکلتے تو اُن کی ازواج ان کو یہ نصیحت کرتی تھیں:

یَا ھٰذَا! اِتَّقِ اللّٰہَ فِیْ رِزْقِنَا، فَاِنَّا نَصْبِرُ عَلَی الْجُوْعِ وَ لَا نَصْبِرُ عَلَی النَّارِ---

''اے فلاں! ہمارے رزق کے معاملے میں اللہ سے ڈرنا، یعنی (حرام کی کمائی سے بچنا)، ہم دنیا کی بھوک پر صبر کر سکتی ہیں مگر (بروزِ قیامت) آتشِ جہنم پر صبر نہیں کر سکتیں''---

اصلاحِ معاشرہ سے متعلق اقوال و ارشادات

معاشرہ کی اصلاح اور احیاء کے لیے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اقوال وارشادات اتنے ہیں کہ ان کا احاطہ کرنا مشکل ہے، ذیل میں چند اقوال پیش کیے جاتے ہیں:

① ......اللہ رب العزت رحم کرے اس مرد پر جس نے اپنی جان سے اپنے بھائی کی مدد کی۔

② ...... جب تجھ سے کوئی نیکی فوت ہو جائے تو اس کا تدارک کر اور اگر کوئی بدی تجھے آ گھیرے تو اس سے بچ۔

③ ......ہم ایک حرام میں پڑنے کے خوف سے ستر (۷۰) حلال کو چھوڑ دیا کرتے تھے۔

④ ...... جب زبان خراب ہو جاتی ہے تو انسان روتے ہیں، جب دل خراب ہو جاتا ہے تو اس پر فرشتے روتے ہیں۔

⑤ ......شہوت کے سبب بادشاہ؛ غلام بن جاتے ہیں اور صبر سے غلام بادشاہ بن جاتے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام اور زلیخا کے قصے پر غور کر۔

⑥ ......جس شخص نے گناہوں کو ترک کیا، اس کا دل نرم ہو گیا اور جس نے حرام کو ترک کیا، اس کا فکر واندیشہ صاف ہو گیا۔

⑦......تاریکیاں پانچ ہیں اوراس کے چراغ بھی پانچ ہیں:

1. حبِ دنیا تاریکی ہےاوراس کا چراغ تقویٰ ہے۔
2. قبر تاریکی ہےاوراس کا چراغ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ ہے۔
3. آخرت تاریکی ہےاوراس کا چراغ نیک عمل ہے۔
4. پل صراط تاریکی ہےاوراس کا چراغ یقین ہے۔
5. گناہ تاریکی ہےاوراس کا چراغ توبہ ہے۔

⑧...... بڑائی تقویٰ میں، دولت توکل میں اور عظمت تواضع میں ہے۔

⑨...... باہم قطع تعلق نہ کرو، حسد چھوڑ کر بھائی بھائی بن جاؤ۔

⑩......عبادت ایک پیشہ ہے، اس کی دکان خلوت ہے، اس کا رأس المال تقویٰ ہے اور اس کا نفع جنت ہے۔

⑪......مخلوق سے تکلیف دور کر کے خود اٹھالینا حقیقی سخاوت ہے۔

ابوبکر بن حفص کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انتقال کے وقت ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

''خلیفہ بننے کے بعد میں نے قناعت کی زندگی بسر کی ہے۔ اس وقت مسلمانوں کے کسی مال میں سے میرے پاس سوائے اس حبشی غلام، اونٹنی اور پرانی چادر کے اور کچھ بھی نہیں ہے، میری وفات کے بعد یہ تمام اشیاء حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دے کر بری ہو جانا''---

آپ رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو جب یہ چیزیں پہنچیں، تو آپ رضی اللہ عنہ انہیں دیکھ کر آب دیدہ ہو گئے اور فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو آپ پر اے ابوبکر! کہ اس امت کو آپ جیسا خلیفہ نصیب ہوا، جس نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کو زندہ رکھا اور دنیا کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا''---

آپ رضی اللہ عنہ منصبِ خلافت پر دو سال چار ماہ فائز رہے اور بالآخر ۲۲/جمادی الاخریٰ ۱۳ ہجری کو ۶۳ برس کی عمر میں خالقِ حقیقی سے جا ملے۔



سردی کا موسم شریعت کی روشنی میں بسر کیجیے

ابنِ آدم

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

یُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّیْلَ وَ النَّهَارَ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ○---[۱]

''اللہ رات اور دن کو اَدل بدل کرتا ہے، بے شک اس میں آنکھوں والوں کے لیے یقیناً بڑی عبرت ہے''---

مفسرِ قرآن علامہ ابنِ کثیر رحمۃ اللہ علیہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

أَیْ : یَتَصَرَّفُ فِیْهِمَا ، فَیَأْخُذُ مِنْ طُوْلِ هٰذَا فِیْ قِصَرِ هٰذَا حَتّٰی یَعْتَدِلَا ثُمَّ یَأْخُذُ مِنْ هٰذَا فِیْ هٰذَا ، فَیَطُوْلُ الَّذِیْ کَانَ قَصِیْرًا ، وَ یَقْصُرُ الَّذِیْ کَانَ طَوِیْلًا۔ وَاللّٰهُ هُوَ الْمُتَصَرِّفُ فِیْ ذٰلِكَ بِأَمْرِهٖ وَ قَهْرِهٖ وَ عِزَّتِهٖ وَ عِلْمِهٖ---[۲]

''اللہ تعالیٰ دن اور رات میں تصرف کرتا ہے، چنانچہ ایک کو لمبا اور دوسرے کو چھوٹا کرتا ہے، جس سے رات اور دن دونوں معتدل ہو جاتے ہیں، پھر جو چھوٹا تھا وہ لمبا ہونا اور جو لمبا تھا وہ چھوٹا ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اور اللہ ہی اپنے حکم، اپنی طاقت، غلبہ اور اپنے علم سے اِن (دنوں اور راتوں) میں تصرف اور تبدیلی کرنے والا ہے''---

یعنی یہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نشانی ہے کہ کبھی دن لمبے ہوتے ہیں اور موسم گرم ہوتا ہے، تو کبھی دن چھوٹے ہوتے ہیں اور موسم سرد ہوتا ہے۔

ہم ذرا اس بات کا صرف تصور کریں کہ اگر ہمیشہ ایک ہی موسم اور ایک ہی درجہ

حرارت و برودت رہے تو اس دنیا میں انتشار برپا ہو جائے، بدمزگی اور بے رنگی پیدا ہو جائے، وقت گزرنے کا احساس ختم ہو جائے اور رنج کی کیفیت کبھی راحت میں بدلنے نہ پائے۔ غور کیا جائے تو سال کے ان بدلتے موسموں میں بندہ مومن کے لیے اس کے ایمان و اعمال، رہن سہن، چال ڈھال اور تبدیلی و انقلاب سے متعلق سبق آموزی کے ایسے مظاہر موجود ہیں؛ جن میں غور وخوض کر کے وہ دنیا اور آخرت سنوار سکتا ہے، البتہ اکثر لوگ ان چیزوں سے ناواقفیت کی بنا پر بغیر عبرت وموعظت کے ہر موسم یوں ہی سرسری گزار دیتے ہیں۔

الغرض! مختلف موسموں کی یہ تبدیلیاں اللہ تعالیٰ کی بنی نوع انسان، بلکہ ہر ذی روح کے لیے بہت بڑی نعمت ہیں۔ اب چونکہ سردیوں کا موسم شروع ہو چکا ہے تو ضروری ہے کہ ہم اس حوالے سے چند شرعی امور مدنظر رکھیں:

①...... سردی کے مضر اثرات سے بچا جائے

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ ---[۳]

''اے لوگو، جو ایمان لائے ہو! اپنے بچاؤ کا سامان پکڑو''---

اللہ تعالیٰ نے سردی سے بچنے کے لیے ہمیں اسباب عطا کیے ہیں، چنانچہ فرمایا:

وَ الْاَنْعَامَ خَلَقَهَا ۚ لَكُمْ فِیْهَا دِفْءٌ وَّ مَنَافِعُ وَ مِنْهَا تَاْكُلُوْنَ٥ ---[۴]

''اور چوپائے، اس نے انھیں پیدا کیا، تمہارے لیے ان میں گرمی حاصل کرنے کا سامان اور بہت سے فائدے ہیں اور انھی سے تم کھاتے ہو''---

سردی کے موسم میں اپنی وسعت اور حیثیت کے مطابق اس سے بچاؤ کے اسباب اور ذرائع اختیار کرنے چاہییں؛ لحاف، موٹی چادر اور اوڑھنے بچھونے کے لیے گرم اور موٹے کپڑے استعمال کرنے چاہییں، تاکہ بیماریوں اور پریشانیوں سے بچا جا سکے۔

حدیث شریف میں ہے، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ لِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا ---[۵]

''بے شک تمہاری جان کا بھی تم پر حق ہے''---

②...... احساس پیدا کریں کہ سردی سب کو لگتی ہے

سردی کے موسم میں جب کہ لوگ سردی سے بچنے کے لیے، کپڑے، گرم لباس اور لحاف وغیرہ اور آمدنی میں کمی کی وجہ سے کھانے پینے کی چیزوں کے محتاج ہوتے ہیں، تو

ایسے ایام میں صدقہ کی فضیلت بڑھ جاتی ہے۔ اگر ہم غور کریں تو ہمارے پڑوس میں، ہمارے علم میں اور ہمارے آس پاس کے علاقے میں کتنے ایسے لوگ ہیں جن کے پاس سردی سے بچنے کے لیے نہ کپڑے ہیں اور نہ لحاف اور نہ رضائی کا انتظام، جب کہ ہم الحمد للہ ہر طرح سے خوش حال ہیں۔

لہٰذا موسم سرما کی مناسبت سے ہم ان فاقہ کش، نیم برہنہ محتاجوں، فقیروں اور مسکینوں کو ہرگز نہ بھولیں، جو کسمپرسی کی وجہ سے سردی کی خنک راتوں میں ٹھٹھر کر رہ جاتے ہیں اور گرمی حاصل کرنے کا کوئی سامان نہیں پاتے۔

گرم ملبوسات مہنگے خریدنے کی بجائے زیادہ اور سستے خریدیں، مثال کے طور پر آٹھ، دس ہزار کی ایک ایک جیکٹ خریدنے کی بجائے دو دو ہزار والی چار پانچ خرید لی جائیں اور غرباء ومساکین کو تحفے میں دی جائیں اور اضافی خرید کر گھر رکھنے کی بجائے غرباء کو دیں۔

③...... سردی کے موسم میں دوسروں کی تکلیف کا باعث نہ بنیں

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِہٖ وَ یَدِہٖ---[٦]

مثال کے طور پر:

❶ آتی یا جاتی سردی میں جب کہ بعض لوگوں کو کسی قدر گرمی کا احساس ہو رہا ہوتا ہے، تو وہ پنکھا چلا کر اپنی راحت اور دوسروں کی تکلیف کا باعث بنتے ہیں۔

❷ وضو وغیرہ کر کے گیلے ہاتھوں سے دوسروں سے مصافحہ وغیرہ کرتے ہیں، جس سے دوسروں کو تکلیف ہوتی ہے۔

❸ روشنی اور ہوا کی آمد و رفت کے لیے کھڑکی کھول دیتے ہیں، جس سے بعض اوقات دوسروں کو ناگواری اور تکلیف کا سامنا ہوتا ہے۔

❹ آتے جاتے دروازوں کو کھول دیتے ہیں جس سے گھر اور کمرے ٹھنڈے ہو جاتے ہیں اور دوسروں کو پریشانی ہوتی ہے۔

❺ کسی جگہ گرم پانی کا محدود انتظام ہونے کے باوجود بعض لوگ اُس کا بے دریغ استعمال کرتے ہیں، جس سے دسرے کئی لوگ گرم پانی سے محروم اور ٹھنڈے پانی کے استعمال پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

یہ اور اس جیسے کئی تکلیف دہ اُمور ہیں جنہیں معمولی سی توجہ دینے کی وجہ سے سمجھا بھی جا سکتا ہے اور بچا بھی جا سکتا ہے، لیکن صرف غفلت اور بے فکری کی وجہ سے اس کا اہتمام نہیں ہوتا۔

④...... سردی کی شدت سے تنگ آ کر سردی کو برا مت کہیں

اگر آپ کو سردی بہت زیادہ محسوس ہو رہی ہو، حتیٰ کہ آپ کی برداشت سے بھی زیادہ ہو جائے تو پھر بھی صبر کریں، زبان وقلب سے کسی بھی قسم کا گلہ وشکوہ نہ کریں۔

سورۃ البقرۃ میں اللہ تعالیٰ کا اِرشاد ہے:

عَسٰی أَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ج وَ عَسٰی أَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَ هُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ط---[۷]

''یہ عین ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو بُرا سمجھو حالانکہ وہ تمہارے حق میں بہتر ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو پسند کرو حالانکہ وہ تمہارے حق میں بُری ہو''---

یہ سب اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا بنایا ہوا نظام ہے۔ رات دن کو یا اس نظام کو برا بھلا کہنے والا درحقیقت اللہ تعالیٰ کو برا بھلا کہتا ہے۔ (نعوذ باللّٰہ)

ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰی: يُؤْذِيْنِي ابْنُ آدَمَ ؛ يَقُوْلُ : يَا خَيْبَةَ الدَّهْرِ ! فَلَا يَقُوْلَنَّ أَحَدُكُمْ يَا خَيْبَةَ الدَّهْرِ ، فَإِنِّي أَنَا الدَّهْرُ ، أُقَلِّبُ لَيْلَهٗ وَ نَهَارَهٗ ، فَإِذَا شِئْتُ قَبَضْتُهُمَا---[۸]

''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، ابنِ آدم مجھے ایذا دیتا ہے، کہتا ہے، ہائے زمانے کی کم بختی! سو، تم میں سے کوئی ہرگز یوں نہ کہے، ہائے زمانے کی کم بختی! اس لیے کہ میں ہی زمانہ ہوں، میں رات دن کو بدل بدل کر لاتا ہوں اور میں جب چاہوں گا دونوں کو سمیٹ لوں گا''---

⑤...... سردی کی شدت سے جہنم کی شدت یاد کیجیے

غور کیجیے کہ یہ ہلکی سی سردی اور گرمی ہم سے جھیلی نہیں جاتی اور اس کے لیے ہم سہولتوں کا انتظام کرنے لگتے ہیں، اور بہ قدر وسعت کرنا بھی چاہیے؛ مگر عاقبت نا اندیش ہے وہ شخص، جو دنیا میں رہ کر اپنی زندگی مرضیٔ خدا اور تعلیماتِ شریعت کے خلاف گزارتا ہے، وہ آخرت میں سزا کا مستحق قرار پائے گا، جہاں کی سختیاں ابدالاباد ہوں گی، ہمارا کمزور بدن اور ناتواں جسم دنیا کی معمولی سردی اور ہلکی سی خنکی برداشت نہیں کر سکتا تو پھر آخرت کی ہولناکیوں کا کیا مقابلہ کر پائے گا؟ یاد رہے کہ یہ دنیوی گرمی اور سردی جہنم کی گرمی اور سردی کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِشْتَکَتِ النَّارُ إِلٰی رَبِّھَا، فَقَالَتْ: رَبِّ أَکَلَ بَعْضِیْ بَعْضًا، فَأَذِنَ لَھَا بِنَفَسَیْنِ: نَفَسٍ فِی الشِّتَاءِ وَ نَفَسٍ فِی الصَّیْفِ، فَأَشَدُّ مَا تَجِدُوْنَ مِنَ الْحَرِّ، وَ أَشَدُّ مَا تَجِدُوْنَ مِنَ الزَّمْھَرِیْرِ---[۹]

''جہنم نے اپنے رب کے حضور میں شکایت کی اور کہا کہ میرے رب! میرے ہی بعض حصے نے بعض کو کھا لیا ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے دو سانسوں کی اجازت دی، ایک سانس جاڑے میں اور ایک گرمی میں، تم انتہائی گرمی اور انتہائی سردی؛ جو اِن موسموں میں دیکھتے ہو، اس کا یہی سبب ہے''---

ہم لوگ موسم سرما میں سردی سے اور گرما میں گرمی سے بچنے کے لیے جس طرح مختلف اسباب اور وسائل اختیار کرتے ہیں اور ان اقدامات پر ہزاروں روپیہ خرچ کرتے ہیں، اسی طرح ہمیں چاہیے کہ آخرت میں شدت کی سردی اور گرمی سے اپنے آپ کو بچانے کے لیے جہنم سے بچنے کے اسباب اختیار کریں۔

حافظ ابنِ رجب رحمۃ اللہ علیہ لطائف المعارف میں لکھتے ہیں کہ کسی نیک بندے نے غسل کے لیے حمام کا قصد کیا، اور جب وہ حمام میں داخل ہوئے اور سر پر گرم پانی پڑا تو محسوس کیا کہ یہ پانی کچھ زیادہ ہی گرم ہے، لہٰذا پیچھے ہٹے اور رونا شروع کر دیا۔ پوچھنے پر وجہ بتلائی کہ مجھے جہنمیوں کے بارے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان یاد آ گیا کہ:

یُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِھِمُ الْحَمِیْمُ---[الحج،۱۹:۲۲]

''ان کے سر کے اوپر سے کھولتا ہوا پانی ڈالا جائے گا''---[۱۰]

امام ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَ کَانَ مِنَ السَّلَفِ مَن إِذَا رَأَی النَّارَ اضطربَ و تغیرتْ حالُه، وَ قَدْ قَالَ تَعَالٰی (نَحْنُ جَعَلْنٰھَا تَذْکِرَۃً وَّ مَتَاعًا لِّلْمُقْوِیْنَ o) [الواقعۃ،۵۶:۷۳] قال مجاهدٌ و غیرُہٗ: یعنی أن نارَ الدُّنیَا تذکِّرُ بنارِ الآخرۃِ---[۱۱]

''سلف صالحین میں سے ایسے لوگ بھی تھے کہ جب وہ آگ کو دیکھتے تو بے چین ہو جاتے اور ان کی کیفیت بدل جاتی، جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے (ہم نے اس کو ایک نصیحت بنایا ہے) امام مجاہد اور دیگر مفسرین رحمۃ اللہ علیہم کہتے ہیں یعنی دنیا کی آگ آخرت کی آگ کی یاد دلاتی ہے''---

⑥...... سردی میں وضو کرنے کی فضیلت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دفعہ اِرشاد فرمایا:

أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى مَا يَمْحُو اللّٰهُ بِهِ الْخَطَايَا، وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ؟---

''کیا میں تمھیں ایسا عمل نہ بتلاؤں جس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ گناہ معاف کردے اور درجات بلند کردے؟''---

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا، یارسول اللہ! ضرور بتلایئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا:

إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ، وَكَثْرَةُ الْخُطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ، فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ---[۱۲]

''(سردی وغیرہ کی) مشقت اور ناگواری کے باوجود کامل وضو کرنا، ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا اور مساجد کی طرف کثرت سے قدم بڑھانا، پس یہی رباط (یعنی اپنے نفس کو اللہ کی اطاعت میں روکنا) ہے''---

سردی میں وضو کرتے ہوئے اعضاءِ وضو کو بالخصوص کہنیوں اور ایڑیوں کو ہاتھوں سے اچھی طرح مَل لینا چاہیے، تاکہ موسم کے خشک ہونے کی وجہ سے کوئی جگہ خشک نہ رہ جائے، کیونکہ بعض اوقات پانی اوپر سے گزر جانے کے باوجود بھی کھال خشک رہ جاتی ہے، اور اگر اس کے لیے کوئی تیل یا اس جیسی کوئی چیز اعضاءِ وضو پر لگالی جائے تو آسانی ہوتی ہے، کیونکہ وضوء کے اعضاء میں کچھ بھی خشک رہ جائے تو اس پر بہت بڑی وعید سنائی گئی ہے۔ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَيْلٌ لِّلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ أَسْبِغُوا الْوُضُوءَ---[۱۳]

''اگر کوئی ایڑی برابر جگہ بھی خشک رہ گئی تو اس کے لیے جہنم کی آگ ہے''---

⑦...... سردی کے موسم میں غسل کے متعلقہ احکامات

سردی کے موسم میں اکثر لوگ غسل اور نہانے سے دور بھاگتے ہیں، جب کہ فرضی غسل جان بوجھ کر نہ کرنا گناہ ہے اور اسے لیٹ کرنا اچھا نہیں ہے۔ آج کل اکثر جگہ پانی گرم کرنے کی سہولت موجود ہے، اکثر و بیشتر گھروں میں گیزر اور گیس چولہا پایا جاتا ہے، جس سے بآسانی پانی گرم کرسکتے ہیں، تین چار لیٹر پانی گرم کرکے ایک بالٹی پانی میں ملا کر غسل کیا جاسکتا ہے۔ اگر ٹھنڈے پانی سے غسل کرنے پر ہلاکت یا بیماری میں اضافہ ہوجانے کا قوی خدشہ ہو تو تیمّم کرنا کافی ہوگا، جو غسل اور وضو دونوں کے لیے کفایت کرے گا۔ (بیماری کے وقت پانی کے استعمال سے متعلق طبیب سے مشورہ لیں)

⑧...... موزوں پر مسح کی رخصت ہے

شریعت نے وضو کرتے ہوئے مسح علی الخفین یعنی موزوں پر مسح کرنے کی رخصت

اور اِجازت دی ہے اور اسے پاؤں کے دھونے کا بدل قرار دیا ہے۔ سردیوں میں چونکہ وضو کرتے ہوئے بار بار پاؤں دھونے میں مشقت ہوتی ہے اور پاؤں کے دھونے میں سردی کا احساس بھی زیادہ ہوتا ہے، اِس لیے موسمِ سرما اِس رخصت پر عمل کرنے کا بہترین موقع ہوتا ہے، اِسی لیے سردیوں میں بہت سے لوگ اِس رخصت سے فائدہ اُٹھاتے ہیں، لیکن موزوں پر مسح کرنے کے لیے ان کو طہارت یعنی پاکی کی حالت میں پہننا شرط ہے، اگر وضو نہ ہونے کی حالت میں موزے پہن لیے جائیں اور بعد میں اُن پر مسح کیا جائے تو مسح درست نہ ہوگا۔ اسی طرح مقیم ایک دن ایک رات تک اور مسافر تین دن اور تین راتوں تک مسح کر سکتا ہے۔

⑨...... سردی کے موسم میں دوران نماز چند قابل توجہ پہلو

دوران نماز منہ ڈھانکنا منع ہے

سردی کے موسم میں ٹھنڈک سے بچنے کے لیے گرم چادر یا رومال وغیرہ اوڑھ کر نماز پڑھنا درست ہے، اِس میں کوئی حرج نہیں، البتہ منہ کو ڈھانکنا نہیں چاہیے، اِس لیے کہ نبی کریم ﷺ نے اس سے منع کیا ہے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ أَنْ یُّغَطِّیَ الرَّجُلُ فَاہُ فِی الصَّلَاۃِ---[۱۴]

”نبی کریم ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ کوئی شخص نماز میں اپنے مُنہ کو ڈھانپ لے“---

سدل سے اجتناب کریں

نماز کے دوران کسی چادر یا رومال وغیرہ کو اِس طرح لٹکا لینا، جس سے اُس کے دونوں کنارے زمین کی طرف لٹک رہے ہوں، یہ بھی ممنوع ہے، اِس لیے کہ یہ ”سدل“ کہلاتا ہے، جس سے حدیث میں منع کیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ عَنِ السَّدْلِ فِی الصَّلَاۃِ---[۱۵]

”نبی کریم ﷺ نے نماز میں سدل اختیار کرنے سے منع فرمایا ہے“---

لہٰذا رومال، مَفلر اور چادر وغیرہ کے دونوں کناروں کو لٹکتا ہوا نہیں چھوڑنا چاہیے، بلکہ پیچھے لے جا کر باندھ لینا یا اَٹکا دینا چاہیے، تاکہ رکوع سجدہ کے لیے جھکتے ہوئے اس کے کنارے لٹک نہ جائیں، کیونکہ یا تو اِنسان اُس کو بار بار نماز میں پیچھے کرتا رہے گا یا لٹکے رہنے دے گا، اور یہ دونوں ہی صورتیں کراہت سے خالی نہیں۔ اسی طرح اوڑھی ہوئی چادر

اتنی لمبی اور لٹکی ہوئی نہ ہو کہ ٹخنوں سے بھی نیچے جا رہی ہو۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

اَلْاِسْبَالُ فِی الْاِزَارِ، وَ الْقَمِیْصِ، وَ الْعِمَامَةِ، مَنْ جَرَّ مِنْھَا شَیْئًا خُیَلَاءَ، لَمْ یَنْظُرِ اللّٰہُ اِلَیْهِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ---[١٦]

''اِسبال؛ قمیص، اِزار اور عمامہ سب میں ہوتا ہے، جو شخص تکبر کے طور پر اُسے ٹخنوں سے نیچے لٹکائے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُس کی جانب رحمت کی نگاہ سے نہیں دیکھے گا''---

⑩...... انگیٹھی، ہیٹر وغیرہ جلتا چھوڑ کر مت سوئیں

سردیوں میں اکثر لوگ سردی سے بچنے کے لیے ہیٹر، کوئلے، آگ اور انگیٹھی وغیرہ جلاتے ہیں لیکن سونے سے پہلے پہلے انہیں ہر صورت بجھانے کا اہتمام کرنا چاہیے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''رات کو جب تم سوتے ہو تو اپنے گھروں میں آگ اور چراغ کو جلتا ہوا نہ چھوڑو''---[١٧]

اس معاملے میں سستی بالکل نہیں کرنی چاہیے، اس وجہ سے بہت سی اموات واقع ہو چکی ہیں۔

⑪...... آدھی دھوپ اور آدھی چھاؤں میں مت بیٹھیں

سردیوں میں لوگ دھوپ تاپتے ہیں لیکن اس دوران ایک بات کا خاص خیال رکھا جائے کہ آدھا جسم دھوپ اور آدھا چھاؤں میں نہ ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا کَانَ اَحَدُکُمْ فِی الشَّمْسِ وَ قَالَ مَخْلَدٌ: فِی الْفَیْءِ — فَقَلَصَ عَنْهُ الظِّلُّ وَ صَارَ بَعْضُهٗ فِی الشَّمْسِ وَ بَعْضُهٗ فِی الظِّلِّ؛ فَلْیَقُمْ---[١٨]

''جب تم میں سے کوئی دھوپ میں بیٹھا ہو پھر اس پر چھاؤں آ جائے اور اس کا کچھ حصہ دھوپ اور کچھ حصہ چھاؤں میں ہو تو ایسی حالت میں وہ اٹھ جائے (یا تو سارا دھوپ میں چلا جائے یا سارا چھاؤں میں ہو جائے)''---

⑫...... سردی کا موسم مومن کے لیے موسم بہار کی مانند ہے

عن أبي سعيد الخدري رضي اللہ عنہ أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال:

اَلشِّتَاءُ رَبِیْعُ الْمُؤْمِنِ---[١٩]

''سردی کا موسم مومن کا موسم بہار ہے''---

موسم بہار اس وجہ سے ہے کہ مومن اس موسم میں عبادتوں کے باغات میں خوب میوے کھاتا ہے، ریاضت کے میدانوں کی سیر کرتا ہے؛ جیسا کہ مویشی موسم بہار کی چراگاہ میں چرتے ہیں تو وہ موٹے ہو جاتے ہیں اور اپنے جسموں کی اصلاح کر لیتے ہیں، اسی طرح سے مومن کے دین کی بھی سردیوں میں ایسی طاعت بجالانے سے اصلاح ہو جاتی ہے؛ جن کی حق تعالیٰ شانہ نے اسے توفیق دی ہے کہ مومن موسم سرما میں بغیر تکلیف ومشقت کے روزہ رکھ لیتا ہے، اسے بھوک اور پیاس نہیں ستاتی، کہ دن چھوٹے چھوٹے اور ٹھنڈے ہوتے ہیں، اس طرح اسے روزے میں کوئی دشواری محسوس نہیں ہوتی۔

⑬...... سردیوں میں روزے رکھیں

بیماری، سفر، حیض ونفاس یا کسی اور عذر کی وجہ سے رمضان المبارک کے روزے رہ گئے ہوں تو سردی کے موسم میں اُن کی قضاء کرنے کا بہترین موقع ہوتا ہے، کیونکہ دن چھوٹے ہوتے ہیں، اِس لیے روزے رکھنا آسان ہو جاتا ہے۔ خصوصاً ایسے لوگ جو گرمی کے طویل روزے رکھنے پر قادر نہ ہوں، اُنہیں سردی کے مختصر ایام میں روزوں کی قضا کر لینی چاہیے۔

⑭...... سردیوں میں تہجد پڑھنے کا خوب اہتمام کریں

موسم سرما کی راتیں قیام اللیل اور تہجد کے لیے کس قدر مناسب ہیں، کیونکہ موسم سرما کی راتیں اس قدر طویل ہوتی ہیں کہ بندہ اگر رات میں دیر گئے سوئے تو بھی تہجد کے لیے آسانی سے بیدار ہو سکتا ہے۔ عشاء کی اذان اور طلوعِ فجر کے درمیان دس گھنٹے سے زیادہ کا وقفہ ہوتا ہے، اب اگر ایک مسلمان اس میں سے چار گھنٹے بھی اپنے ضروریات کے لیے رکھ لے تو باقی ساڑھے پانچ گھنٹے یا اس سے زیادہ کی مدت کسی بھی شخص کے نیند سے آسودہ ہونے کے لیے کافی ہیں۔

ایک بار ابو حازم کو ان کی بیوی نے کہا کہ سردی کا موسم آ رہا ہے، لہٰذا گرم کپڑے، ایندھن اور دیگر ضروریات کا انتظام کر لینا چاہیے۔ انھوں نے فرمایا:

اس کے بغیر بھی کسی نہ کسی طرح گزارا ہو جائے گا، لیکن ہمیں اس چیز کے لیے اہتمام کرنا چاہیے جو نا گزیر ہے، یعنی:

اَلْمَوْتِ، ثُمَّ الْبَعْثِ، ثُمَّ الْوُقُوْفِ بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ، ثُمَّ الْجَنَّۃِ أَوِ النَّارِ---[۲۰]

حوالہ جات

۱...... النور، ۲۴: ۴۴

۲...... تفسیر ابن کثیر، ۶/ ۷۳

۳...... النساء،۴:۱۷ ۔ ۴...... النحل،۱۶:۵

۵......ابوداؤد:۱۳۶۹ ۔ ۶......صحیح بخاری:۶۴۸۴

۷...... البقرۃ،۲:۲۱۶

۸......مسلم، الألفاظ من الأدب وغیرھا، باب النھی عن سب الدھر:۳/۲۲۴۶

۹...... رواہ البخاری:۳۰۸۷ و مسلم :۲۱۷

۱۰......لطائف المعارف:۵۴۷ ۔ ۱۱......تفسیر ابن رجب حنبلی،۲:۳۴۱

۱۲......مسلم:۲۵۱ ۔ ۱۳......ابن ماجہ:۴۵۰

۱۴......ابن ماجہ:۹۶۶/ابوداؤد:۶۴۳ ۔ ۱۵......ترمذی:۳۷۸

۱۶......ابوداؤد:۴۰۹۴ ۔ ۱۷......ابوداؤد:۵۲۴۷

۱۸......ابوداؤد:۴۸۲۱،حکم الحدیث:صحیح ۔ ۱۹......مسند امام احمد:۱۱۷۱۶

۲۰......طبقات ابن سعد:2059 ابو حازم



وفیات

● مولانا سید منور حسین شاہ (بھیلا گلاب سنگھ) فاضل دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور (۲۹ر ربیع الآخر) ● حافظ خاور اکرام نوری اور محمد باسط نوری (NFC ہاؤسنگ سوسائٹی، لاہور) کے چچا جان شیخ محمد اسلام ● پروفیسر حافظ معاذ احمد نوری (عارف والا) کے بہنوئی شوکت علی ● مولانا غلام احمد نوری (سوبھا رام، دیپال پور) کے تایا جان حاجی سخی محمد ● الحاج ماسٹر غلام حسین بصیر پوری (جوہر ٹاؤن لاہور، موصوف کچھ عرصہ کے لیے دار العلوم کے شعبہ عصری علوم میں خدمات انجام دیتے رہے) ● پیر ضیاء الحق نقشبندی (سی ای او الامین اکیڈمی لاہور) کے بھائی کمال مرتضٰی نقشبندی اور ● چودھری علی احمد نوری (چک 25/E.B، عارف والا) کی پھوپھی صاحبہ مسافرانِ آخرت میں شامل ہوگئے---اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ

جانشین فقیہ اعظم الحاج صاحبزادہ مفتی محمد محبّ اللہ نوری مدظلہ العالی نے دعا فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرما کر اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل سے نوازے---

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ و سلم علیہ و علٰی آلہ و اصحابہ اجمعین



قائدانہ اوصاف ، اسوۂ حسنہ کی روشنی میں ⑪

نبوی اُسلوبِ تربیت کے عملی طریقے

پروفیسر خلیل احمد نوری

”تربیتِ افراد“ کا مضمون نامکمل رہے گا، اگر رسولِ عالمین، قائدِ انسانیت حضور سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کے اسوۂ مبارکہ سے ہم، ان مثالوں کو پیش نہ کریں، جن سے واضح ہو کہ آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تعلیم و تربیت کے لیے صرف زبانی تعلیم اور تلقین و نصیحت پر اکتفا نہیں فرمایا۔ تزکیہ و تعلیم کے اس عمل میں کبھی اشاروں کی مدد سے بات واضح فرمائی، کبھی مثالوں اور تشبیہات کے ذریعے مسئلہ ذہن نشین کرایا، کبھی لکیریں کھینچ کر مسئلے کی تفہیم فرمائی، کبھی آپ ﷺ عملی اقدام فرما کر تربیت و تزکیہ فرماتے، کبھی عملی نمونہ پیش فرما کر، مشاہداتی عمل سے گزار کر، کسی عمل کی تعلیم دیتے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا تزکیہ یوں بھی ہوتا کہ دور سے آئے ہوئے نئے مسلمانوں کو کچھ دن ٹھہرا کر اپنی معیت اور صحبت کا شرف عطا فرماتے، تاکہ وہ اسوۂ حسنہ کا مطالعہ و مشاہدہ کریں اور صحبت و مجلسِ نبوی میں رہ کر روحانی اور ذہنی

بالیدگی پیدا کریں۔ پھر جب دینی مسائل میں پختگی پیدا کر کے وطن واپس لوٹیں، تو پیچھے رہ جانے والوں کو اسلامی تعلیمات سکھائیں۔ انہیں رخصت کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ ہدایات دیتے۔ اسلام کی اشاعت کے لیے، دور دراز علاقوں میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو روانہ کیا جاتا، انہیں اسلام کی دعوت کا طریقہ ارشاد فرماتے اور حکمت و موعظۂ حسنہ اپنانے کی تلقین فرماتے۔ مطلب یہ کہ تعلیم و تربیت کا نبوی منہج ،مختلف انداز، متعدد جہتوں اور کئی طریقوں سے بروئے کار آتا رہا۔

عام طور پر تربیتِ افراد کا مطلب یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ فرد کے پاس پہلے سے موجود معلومات میں نکھار اور ابھار پیدا کرنے کا نام تربیت ہے۔ کسی شخص کو اس کے علم پر عمل کرنے کا ہنر سکھانا، چھپی صلاحیتوں کو بیدار کرنا اور ترقی دینا، اس کی تربیت کرنا کہلاتا ہے، تاکہ فرد اپنی مخصوص ذمہ داریاں حسن و خوبی سے پورا کر سکے۔ تربیت کے یہ تصورات محدود ہیں۔ نبوی تربیت میں اس سے کہیں زیادہ وسعت و جامعیت پائی جاتی ہے۔ چونکہ انبیاء کرام علیہم السلام انسانوں کی ہمہ پہلو رہنمائی کے لیے مبعوث کیے گئے، لہٰذا ان کا مقصدِ تربیت، انسان سازی ہے، جو جامعیت کا تقاضا کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس میں امام الانبیاء، مربیٔ اعظم ﷺ نے رہنمائی نہ فرمائی ہو۔ مجموعہ احادیث اور کتبِ سیرت اٹھا کر دیکھ لیجیے، ان کی فہرستِ مضامین پر ایک نظر ڈالیے، معلوم ہو جائے گا کہ انسانی پیدائش سے لے کر وفات اور وفات کے بعد تک کے ہر مرحلے کے لیے رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات موجود ہیں۔ عقائد و نظریات کی اصلاح کیسے ہو؟ عبادات و اعمال میں کس طرح حسن پیدا ہو؟ رب کی بندگی کا حق کیوں کر ادا ہو؟ جسمانی طہارت و پاکیزگی کا اہتمام کیسے کیا جائے؟ معاشرتی آداب کیا ہیں؟ معاشی اصول کیا ہیں؟ غم اور خوشی کے وقت، انسان کا رویہ کیسا ہونا چاہیے؟ گناہ کیا ہے اور نیکی کسے کہا جاتا ہے؟ حلال کیا ہے اور حرام کیا؟ غرض کہ دین و دنیا کا کوئی سوال ایسا نہیں جس کا جواب نبوی منہاجِ تربیت میں قابلِ عمل جوابات کی صورت میں موجود نہ ہو۔ اس پر طرہ یہ کہ یہ الہامی ہدایات ہیں، انسانی ذہن کی تخلیق نہیں ہیں کہ وقت کی رفتار اور بدلتے حالات میں قابلِ تنسیخ یا لائقِ ترمیم و اضافہ ہوں۔ مسلمانوں کے موجودہ دینی اور اخلاقی انحطاط، غفلت اور کوتاہیوں کے باوجود، کروڑوں انسان، ان ہدایات پر عمل پیرا ہو کر کامیاب زندگی

بسر کر رہے ہیں۔

نبوی منہجِ تربیت میں وسعت کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انسانیت کو، دین و دنیا کی ہر وہ بات بتا دی، جس میں انسان رہنمائی کا محتاج ہوتا ہے۔ خواہ اس کا تعلق کسی ایسے معاملے سے ہو جس میں انسان سوال کرتے یا بتاتے ہوئے شرم محسوس کرتا ہے، جیسا کہ قضائے حاجت کے آداب۔ چنانچہ جب آپ ﷺ نے قضائے حاجت کے آداب بیان فرمائے تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے ابتدا میں تمہیداً فرمایا:

إِنَّمَا أَنَا لَكُمْ مِثْلُ الْوَالِدِ، أُعَلِّمُكُمْ ---[۱]

''میں تمہارے لیے باپ کی طرح ہوں، تمہیں (آدابِ طہارت) سکھاتا ہوں''---

اس تمہید کے بعد، نبی اکرم ﷺ نے آدابِ طہارت ارشاد فرمائے۔ اس پر مشرکین نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر طنز کیا۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہیں کہا گیا:

قَدْ عَلَّمَكُمْ نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّ شَيْءٍ حَتَّى الْخِرَاءَةَ، قَالَ: فَقَالَ: أَجَلْ---[۲]

''تمہارے نبی ﷺ تمہیں ہر بات کی تعلیم دیتے ہیں، حتیٰ کہ قضائے حاجت کی بھی؟ حضرت سلمان نے (شرم سار ہونے کے بجائے فخریہ) کہا، کہ ہاں (ہمیں طہارت کے آداب کی بھی تعلیم دی ہے اور اس سلسلے میں فلاں فلاں بات سے منع فرمایا ہے)''---

آئندہ سطور میں کچھ شواہد پیش کیے جا رہے ہیں، جن سے معلوم ہو گا کہ قائد عالمین، معلم کائنات اور مربیٔ اعظم ﷺ نے تعلیم و تربیت میں کون کون سے مختلف طریقے اختیار فرمائے۔ مزید یہ کہ اصلاح و تربیت کے نبوی منہج میں وسعت پائی جاتی تھی، حتیٰ کہ دورِ جدید کی اصطلاح کے مطابق سمعی اور بصری طریقوں سے تربیت کی جاتی رہی۔

❶ ...... دستِ مبارک سے اشارہ فرمانے کی مثالیں:

حضور سید عالم ﷺ نے مسلمانوں کا باہمی تعلق واضح کرنے کے لیے

اسے عمارت سے تشبیہ دی۔ پھر اس تعلق کو مضبوط بنانے کی طرف متوجہ کرتے ہوئے اپنی انگلیوں کو ایک دوسرے میں پیوست کرتے ہوئے دکھایا۔ چنانچہ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے بیان کیا کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ کَالْبُنْیَانِ، یَشُدُّ بَعْضُہٗ بَعْضًا، ثُمَّ شَبَّکَ بَیْنَ أَصَابِعِہٖ---[۳]

''ایک مومن دوسرے مومن کے لیے عمارت کی طرح ہے، جس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو مضبوط کرتا ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالا (کہ اس طرح)''---

یتیم بچے کی کفالت یعنی پرورش و دیکھ بھال کرنے والے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنت میں اپنی معیت کی خوش خبری دی ہے۔ اس حقیقت کو دل نشین بنانے کے لیے سرکار ذی وقار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی شہادت اور درمیانی انگلی کو ملا کر اشارہ کیا کہ اس طرح ہم جنت میں اکٹھے ہوں گے۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَنَا وَ کَافِلُ الْیَتِیْمِ فِی الْجَنَّةِ ھٰکَذَا وَ قَالَ بِإِصْبَعَیْہِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰی---[۴]

''میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح نزدیک ہوں گے، آپ نے شہادت والی اور درمیانی انگلی سے اشارہ کر کے یہ بات بتائی''---

انسان کے دل میں مچلتی آرزوؤں کا سمندر موجزن رہتا ہے اور لامحدود امیدوں کا تانتا بندھا رہتا ہے، حالانکہ اس کی موت اس کے سر پر منڈلا رہی ہوتی ہے۔ لمبی آرزوؤں کی برائی واضح کرتے ہوئے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہاتھ کا اشارہ فرمایا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''یہ ابن آدم ہے اور یہ اس کی موت ہے''---

وَ وَضَعَ یَدَہٗ عِنْدَ قَفَاہُ، ثُمَّ بَسَطَھَا، فَقَالَ: وَ ثَمَّ أَمَلُہٗ و ثَمَّ أَمَلُہٗ---[۵]

''پھر آپ نے اپنی گدی کے قریب اپنا ہاتھ رکھا، پھر اسے (آگے کی طرف)

پھیلا کر فرمایا کہ وہاں (دور) اس کی امید کھڑی ہے، بلکہ (بہت دور) اس کی امید کھڑی ہے"---

❷......منہج نبوی میں تعلیم و تربیت کا ایک انداز یہ تھا کہ آقائے نام دار، سرورِ کائنات ﷺ اپنی بات ذہن نشین کرانے کے لیے کبھی زمین پر خطوط کھینچتے اور مختلف شکلیں بناتے۔ غیر مرئی یعنی خیالی یا تصوراتی حقیقت، جب تک کسی مرئی چیز کے روپ میں پیش نہ کی جائے، پورے طور پر ذہن نشین نہیں ہوتی۔ چنانچہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سمجھانے کے لیے ایک لکیر کھینچی اور فرمایا:

"یہ اللہ کی راہ ہے۔ پھر اس کے دائیں اور بائیں جانب کئی خط کھینچے اور فرمایا کہ یہ کئی راہیں ہیں جن پر شیطان بلا رہا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے قرآن کریم کی یہ آیت تلاوت فرمائی (جس کا ترجمہ ہے):

اور بلاشبہہ یہ میری راہ ہے سیدھی، سو تم اس پر چلو اور دوسروں کی راہوں پر نہ چلو، ورنہ وہ تمہیں اللہ کی راہ سے الگ کر دیں گے"---[٦]

❸......معلم و مربیٔ اعظم، حضور سرورِ کائنات ﷺ تعلیم و تربیت کی خاطر مثالیں بیان فرمایا کرتے تھے۔ مثال دینے کا مقصد کسی غیر واضح یا غیر محسوس چیز کو واضح اور محسوس چیز سے تشبیہ دے کر ذہن نشین کرانا ہوتا ہے۔ چنانچہ، رسول اللہ ﷺ مثالوں کے ذریعے بعض حقائق کو تشبیہ دے کر آشکار فرمایا کرتے۔ مثلاً:

⇦ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"میری اور مجھ سے پہلے انبیاء علیہم السلام کی مثال ایسی ہے، جیسے کسی آدمی نے کوئی عمارت بنائی اور اسے خوب آراستہ کیا اور سجایا، سوائے اس کے کہ اس کے کونوں میں سے ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ رہ گئی۔ لوگ اسے گھوم پھر کر دیکھتے اور خوش ہوتے رہے۔ کہنے لگے کہ اس جگہ اینٹ کیوں نہیں لگائی گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"میں وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں"---[٧]

⇦ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''نیک اور برے آدمی کی مثال کستوری والے شخص اور بھٹی دھونکنے والے کی طرح ہے، کستوری والا یا تمہیں بطورِ تحفہ خوشبو دے گا یا تم اس سے خرید لوگے یا تم کچھ اچھی خوشبو پالوگے، رہا بھٹی دھونکنے والا؟ یا تمہارے کپڑے جلا دے گا یا اس سے تمہیں بد بو اور دھواں پہنچے گا''---[۸]

4...... تعلیم و تربیت کا سب سے مؤثر ذریعہ معلم و مربی کا اپنے نظریے اور قول پر خود عمل پیرا ہونا ہے۔ قول و فعل میں توافق اور ہم آہنگی نہ ہو تو مربی کی بات بے اثر و بے فائدہ رہے گی۔ اقوال، کان سے سنے جاتے ہیں لیکن اعمال، آنکھوں سے دکھائی دیتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ لفظی تعلیم سے عملی تعلیم زیادہ کارگر ہوتی ہے۔ اس ضمن میں مربیٔ اعظم ﷺ کے اسوۂ حسنہ کے دو پہلو ہیں؛ ایک یہ کہ سرکار دو عالم ﷺ اپنی تعلیمات کا خود عملی نمونہ تھے، جن باتوں کا حکم دیا، اس پر سب سے بڑھ کر خود عمل کیا اور جن سے منع فرمایا، دوسروں سے بڑھ کر ان سے خود اجتناب فرمایا۔ اس حوالے سے کسی دشمنِ اسلام کو بھی آج تک طعن کرنے کی ہمت نہیں ہوئی۔ تعلیم و تربیت کے لیے عملی نمونہ پیش کرنے کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ آپ ﷺ نے کسی بات کی تفہیم کے لیے خود عمل کر کے دکھایا تاکہ مسئلہ پورے طور پر واضح ہو جائے، ذہن نشین ہو جائے اور کوئی ابہام نہ رہے۔ دینی احکام کا صرف علم کافی نہیں، اس کے عملی اطلاق کا مشاہدہ بھی ضروری ہے۔ اسی وجہ سے، انسانوں کی رہنمائی کے لیے صرف کتابیں نازل کرنے پر اکتفا نہیں کیا گیا، بلکہ ان کی تفہیم، تبیین، تعلیم اور عملی اطلاق کے لیے انبیاء و رسل علیہم السلام مبعوث کیے گئے۔ پس، قرآن مجید کے احکام کی بجا آوری ''کیسے'' ہو، کا جواب رسول اللہ ﷺ اپنے عمل سے عطا فرمایا کرتے۔ عملی تربیت کی چند شاندار مثالیں ملاحظہ کیجیے:

⇦ حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے منبر رسول کی تیاری اور مسجد نبوی میں رکھے جانے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرمایا: میں نے دیکھا کہ رسولِ اکرم ﷺ اس منبر پر کھڑے ہوئے اور نماز پڑھی۔ اسی پر تکبیر پڑھی، اسی پر رکوع کیا۔ پھر واپس ہو کر منبر کی جڑ میں سجدہ کیا۔ پھر لوٹے (دوسری رکعت کا قیام اور رکوع بھی منبر پر کیا) پس جب فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

أَيُّهَا النَّاسُ ! إِنَّمَا صَنَعْتُ هٰذَا لِتَأْتَمُّوْا بِيْ وَلِتَعَلَّمُوْا صَلَاتِيْ---[۹]

''اے لوگو! میں نے یہ اس لیے کیا کہ تم میری پیروی کرو اور میری نماز کا

طریقہ سیکھ لو‘‘---

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے (مسجد میں) قبلہ کی جانب بلغم لگا ہوا دیکھا۔ یہ بات آپ ﷺ پر گراں گزری اور روئے اقدس سے ناگواری ظاہر ہوئی۔ آپ ﷺ نے اٹھ کر اپنے دست مبارک سے اسے صاف کر دیا۔ پھر فرمایا: جب تم میں سے کوئی نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو وہ اپنے رب سے چپکے چپکے باتیں کر رہا ہوتا ہے یا اس کے اور قبلہ کے درمیان اس کا رب ہوتا ہے۔ پس تم قبلہ کی جانب ہرگز مت تھوکو، بلکہ بائیں جانب یا پاؤں کے نیچے تھوکو۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے چادر کا ایک کنارا لے کر اس میں تھوکا، پھر دوسرے حصے پر الٹا پلٹا کر (دکھایا اور) فرمایا:

أَوْ يَفْعَلُ هٰكَذَا---[۱۰]

’’یا اس طرح کرلیا کریں‘‘---

5 ......مرکز تعلیم و تعلم میں قیام کرنا، مربی کے شب و روز معمولات کا مشاہدہ کرنا اور اس کی سیرت و کردار کے مطالعہ سے مستفید ہونا، افراد کی تربیت کے عوامل میں سے ایک اہم عامل ہے۔ علوم کی ترویج و ترقی اور نوآموز افراد کی تربیت کے لیے سال ہا سال تک کی گئی کوششوں اور صدیوں کی تحقیق کے بعد ماہرین اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ مرکز تعلیم و تربیت میں قیام سے افراد کی بہتر طور پر تربیت کی جا سکتی ہے۔ اسلام میں خانقاہی نظام کی بنیاد میں بھی یہی فلسفہ کارفرما ہے۔ شیخ کی خدمت میں رہ کر فکر و عمل کی اصلاح کا یہ نہایت مؤثر طریقہ اور مختصر راستہ ہے اور اس کے مفید اثرات کا انکار ممکن نہیں۔ عصر جدید میں تربیتی مرکز کو ’’تربیتی کیمپ‘‘ اور ’’ورکشاپ‘‘ کا نام دیا جاتا ہے۔ جسمانی، ذہنی اور شعبہ جاتی تربیت کے لیے پولیس، فوج، معلمین اور آفیسرز کے لیے تربیتی مراکز قائم ہیں اور ان کی تعیناتی سے پہلے لازمی طور پر انہیں تربیت کے عمل سے گزارا جاتا ہے۔ یوں ہی بعد میں وقفے وقفے سے تربیتی کورسز کروائے جاتے ہیں۔ معلم کائنات ﷺ نے چودہ سو سال پہلے ہی اس کا اہتمام فرما کر اس کی بنیاد رکھ دی تھی۔ اس حوالے سے نبوی تربیت کے اسلوب کی مثالیں ملاحظہ کیجیے:

حضرت سلیمان مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم چند ہم عمر نوجوان نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ہم نے آپ ﷺ کی خدمت میں بیس روز تک قیام کیا۔ پھر جب آپ ﷺ نے محسوس فرمایا کہ ہمیں اپنے گھر والوں سے ملنے کی خواہش

ہو رہی ہے، تو آپ نے ہم سے ہمارے گھر والوں کے متعلق دریافت فرمایا، جنہیں ہم پیچھے چھوڑ آئے تھے۔ چنانچہ ہم نے آپ سے سب کچھ عرض کر دیا۔ چونکہ رسول اللہ ﷺ شفیق ومہربان تھے، اس لیے فرمایا: اپنے گھر والوں کی طرف لوٹ جاؤ، انہیں دین سکھاؤ اور انہیں اس پر عمل کرنے کا حکم دو:

وَ صَلُّوْا کَمَا رَأَیْتُمُوْنِیْ أُصَلِّیَ---

''اور اسی طرح نماز پڑھو جس طرح تم مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے رہے ہو''---

پھر جب نماز کا وقت ہو تو چاہیے کہ تم میں سے ایک اذان کہے اور جو تم میں سے بڑا ہو، وہ تمہارا امام بن جایا کرے۔[۱۱]

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ کسی شخص نے نماز کے اوقات کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تو اسے حکم دیا:

صَلِّ مَعَنَا ھٰذَیْنِ (یَعْنِی الْیَوْمَیْنِ)---

''تم (اگلے دو دن) ہمارے ساتھ نمازوں میں شریک ہو کر مشاہدہ کرو''---

چنانچہ آپ ﷺ نے ایک دن اوّل وقت میں اور دوسرے دن تاخیر سے نمازیں پڑھائیں، پھر تیسرے دن صبح کے وقت میں اس سائل کو طلب کیا اور فرمایا:

وَقْتُ صَلَاتِکُمْ بَیْنَ مَا رَأَیْتُمْ---[۱۲]

''تم نے جو دیکھا ہے، ان دونوں کے درمیان میں تمہاری نماز کا وقت ہے''---

اوقاتِ نماز کی تفہیم کا یہ کتنا عمدہ طریقہ ہے، جو ایک سائل کے جواب میں رسول اللہ ﷺ نے اختیار فرمایا۔ مرکز تعلیم وتربیت میں دو دن کی حاضری اور عملی نمونے سے سائل کو جو جواب ملا، وہ لفظی نہیں، مشاہداتی تھا۔ اس سے ہر قسم کی الجھن اور ابہام دور ہو گیا اور صحبتِ نبوی کی سعادت بھی میسر آ گئی۔ اس سے یقیناً دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی رہنمائی مل گئی اور قیامت تک آنے والی امت بھی اس سے مستفید ہوتی رہے گی۔

مرکز تعلیم وتربیت میں قیام کرتے ہوئے، معلمِ کائنات ﷺ کی معیت سے فیض یابی کی ایک اور روایت دیکھیے۔ حضرت جندب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کی معیت میں رہے اور ہم قوت والے نوجوانوں کی ایک جماعت تھے:

''ہم نے قرآن مجید سیکھنے سے پہلے ایمان سیکھا، پھر ہم نے قرآن سیکھا۔
پس اس کے باعث ہمارے ایمان میں اضافہ ہوا''---[۱۳]

❻......اصولِ تربیت میں سے ہے کہ اچانک رونما ہونے والی غیر معمولی صورتِ حال سے فائدہ اٹھاتے ہوئے تربیتی نقطۂ نگاہ سے مفید امر کی طرف حاضرین کو متوجہ کر دیا جائے۔ حضور سید عالم ﷺ ایسے واقعات کو بڑی عمدگی سے استعمال فرمایا کرتے تھے۔اس ضمن میں سیرتِ طیبہ سے متعدد احادیث پیش کی جاسکتی ہیں، ایک روایت ملاحظہ فرمائیں:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں کچھ قیدی پیش ہوئے۔ان میں ایک عورت بھی تھی، جس کے پستان دودھ سے بھرے ہوئے تھے اور وہ (جس بچے کو دیکھتی، پکڑ کر) دودھ پلانا شروع کر دیتی۔اتنے میں قیدیوں میں اس کا اپنا بچہ مل گیا۔اس نے اسے پکڑ کر اپنے پیٹ سے چمٹا لیا اور دودھ پلانے لگی۔ نبی اکرم ﷺ نے (ممتا کے اس جذبۂ رحم اور شفقتِ مادری کو دیکھ کر) ہمیں فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے کہ یہ عورت اپنے بچے کو آگ میں ڈال سکتی ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ نہیں، جب کہ وہ اسے نہ پھینکنے پر قادر بھی ہو۔اس پر سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا:

لَلّٰهُ أَرْحَمُ بِعِبَادِهِ مِنْ هٰذِهٖ بِوَلَدِهَا---[۱۴]

''جتنی یہ عورت اپنے بچے پر مہربان ہے، اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ اپنے بندوں پر رحم فرمانے والا ہے''---

❼......افراد کی اصلاح و تربیت کا ایک طریقہ یہ بھی تھا کہ سرورِ دو عالم ﷺ زبان مبارک سے نصیحت فرمانے کی بجائے کسی عملی اقدام سے صورتِ حال تبدیل کر دیتے۔ مثلاً:

⇦ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے پیچھے فضل (بن عباس رضی اللہ عنہما) بیٹھے ہوئے تھے۔اس دوران میں قبیلہ خثعم کی ایک عورت آئی۔فضل اسے دیکھنے لگے اور وہ عورت انہیں دیکھنے لگی۔ نبی کریم ﷺ نے (اپنے دستِ مبارک سے) فضل کا منہ دوسری طرف موڑ دیا۔عورت عرض کرنے لگی: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر حج فرض کیا ہے، میرے والد محترم بہت بوڑھے ہو گئے ہیں اور سواری پر بیٹھ نہیں سکتے، تو کیا میں ان کی طرف سے حج کر سکتی ہوں؟ فرمایا: ہاں! اور یہ حجۃ الوداع کے موقع کی بات ہے۔[۱۵]

غلطی کی اصلاح کا یہ کتنا مثالی طریقہ ہے کہ غیر محرم کو دیکھنے کی وجہ سے نہ سزا دی، نہ غصے کا اظہار فرمایا اور نہ ہی حضرت فضل رضی اللہ عنہ کو ڈانٹا کہ ان کی عزتِ نفس کو ٹھیس پہنچتی۔ ایک ممنوع عمل کو روکنا مقصود تھا، بس دستِ مبارک سے ان کے چہرے کو دوسری طرف پھیر کر برائی روک دی، جس سے انہیں بھی یقیناً اپنی غلطی کا احساس ہوا ہوگا۔ عملی اقدام فرما کر اصلاح و تادیب کی ایک اور مثال دیکھیے:

☜ امّ المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے حجرے کے سامنے ایک پردہ لٹکا لیا تھا، جس پر تصویریں بنی ہوئی تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ملاحظہ فرمایا تو اسے پھاڑ دیا۔ میں نے اس کے دو گدے بنا لیے، جو گھر میں رکھے رہتے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان پر تشریف فرما ہوا کرتے تھے۔[۱۶]

❽ ...... حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم استفہامی انداز اپنا کر بھی صحابہ کرام سے سوال کیا کرتے تاکہ مسئلے کی نوعیت سے متعلق ان میں تجسس پیدا ہو اور پورے انہماک سے مسئلہ سمجھ لیں۔ جیسا کہ فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ہم میں مفلس وہ ہے جس کے پاس کوئی روپیہ پیسا نہ ہو اور نہ ہی کوئی مال و اسباب ہو۔ اس پر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

> ''میری امت کا مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن نماز، روزے اور زکوٰۃ کے ساتھ آئے گا اور اس نے کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پر تہمت باندھی ہوگی، کسی کا مال کھایا ہوگا، کسی کو قتل کیا ہوگا اور کسی کو ناجائز مارا ہوگا۔ پس ہر حق والے کو اس کی نیکیاں دی جائیں گی، اگر اس کی نیکیاں ختم ہو گئیں جب کہ ابھی اس پر لوگوں کے حقوق ذمے ہوں گے تو حقوق والوں کے گناہ لے کر اس پر ڈال دیے جائیں گے، پھر اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا'' ---[۱۷]

❾ ...... کئی مرتبہ دو چیزوں میں تقابل کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی حقیقت واضح فرماتے۔ جیسا کہ فرمایا:

> ''اللہ تعالیٰ کی قسم! دنیا آخرت کے مقابلے میں ایسی ہے کہ جس طرح تم میں سے کوئی اپنی انگلی سمندر میں ڈالے، پھر دیکھے کہ وہ اپنے ساتھ کیا لے کر پلٹتی ہے'' ---[۱۸]

الغرض، تربیتِ افراد کے عملی طریقوں سے متعلق اسوۂ حسنہ سے، بہت سے مزید طریقے اوران کے شواہد پیش کیے جا سکتے ہیں۔ طوالت کے خوف سے اسی پر اکتفا کرتے ہوئے نتیجہ بحث پیش کیا جاتا ہے:

نتیجہ بحث

قرآن مجید میں رسولِ اکرم ﷺ کا ایک وصف داعی الی اللہ بیان ہوا ہے[الاحزاب، ۳۳:۴۶] رسول اللہ ﷺ نے اپنے آپ کو معلم قرار دیا۔ معلوم ہوا کہ دعوت الی اللہ اور تعلیم وتربیتِ انسانی کا آپس میں نہایت گہرا تعلق ہے۔ ان دونوں کو ایک لمحے کے لیے ایک دوسرے سے جدانہیں کیا جاسکتا۔ اسی لیے حضور سرورِ کائنات ﷺ کی حیاتِ طیبہ کا ہر لمحہ دعوت الی اللہ اور انسانی تربیت میں بسر ہوا۔ پس ضروری ہے کہ انسانی قیادت کا ہر دعوے دار، رہنما، معلم اور مربی، تعلیم وتربیتِ انسانی کو اپنی زندگی کا مقصدِ وحید قرار دے اور تمام دستیاب طریقوں اور وسائل سے یہ ذمہ داری ادا کرے۔ جس طرح، رسولِ اکرم ﷺ کی صحبت ومجلس کے فیضان سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تعلیم وتربیت ہوئی۔ یوں ہی علماء ومشائخ، انسان سازی اور سیرت سازی کے لیے سہ روزہ، ہفت روزہ یا کم وبیش قیام کی سہولت دے کر افراد کے لیے کلاسز کا اہتمام کریں، اس کے لیے نصاب مقرر ہو۔ تعلیم وتربیت کے لیے، سمعی وبصری طریقوں کا استعمال اور پاکیزہ ماحول فراہم کرنا سیرتِ طیبہ کا اہم سبق ہے۔ قائدین اپنے قول وعمل میں ہم آہنگی پیدا کریں اور اپنے پیروؤں کے لیے نمونۂ عمل بنیں۔ دینی اور سیاسی رہنما اپنے شاگردوں، کارکنوں اور پیروؤں کو تربیتی عمل سے گزار کر میدانِ عمل میں اتاریں۔ سب سے بڑی ذمہ داری اہلِ اقتدار کی ہے کہ وہ ریاستی وسائل کا بھرپور استعمال کرتے ہوئے افرادِ ملت کو اعلیٰ انسانی اقدار سے آراستہ کرنے کے لیے اسوۂ حسنہ کے اسباق پر عمل پیرا ہوں۔ اگر یہ نہیں تو قیادت ورہنمائی کا دعویٰ جھوٹ، دھوکے اور فریب کے سوا کچھ نہیں۔

حوالہ جات

۱......نسائی، کتاب الطہارۃ، باب النہی عن الاستطابۃ بالروث، حدیث:۴۰

۲......مسلم، کتاب الطہارۃ، باب الاستطابۃ، حدیث:۵۷

۳......بخاری، کتاب الادب، باب تعاون المؤمن بعضھم بعضا ،حدیث:۶۰۲۶

۴......بخاری، کتاب الادب، باب من یعول یتیماً ،حدیث:۶۰۰۵

۵......جامع الترمذی، ابواب الزھد ، باب ماجاء فی قصر الامل ،حدیث:۲۴۸۸

۶......مسند احمد، حدیث:۴۱۴۲

۷......بخاری، کتاب المناقب ، باب خاتم النبیین،حدیث:۳۳۴۲/مسلم، کتاب الفضائل، باب ذکر کونہ خاتم النبیین،حدیث:۲۲

۸......بخاری، کتاب الذبائح والصید، باب المسک ،حدیث:۵۵۳۴/مسلم، کتاب البر والصلة والآداب ، باب استحباب مجالسة الصالحین و مجانبة قرناء السوء ، حدیث:۶۶۹۲

۹......سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة ، باب فی اتخاذ المنبر ،حدیث:۱۰۸۲

۱۰......بخاری، کتاب الصلوٰة، باب حک البزاق بالید من المسجد ،حدیث:۴۰۵

۱۱......بخاری، کتاب الادب، باب رحمة الناس و البھائم ،حدیث:۵۶۶۲/کتاب الاذان، باب الاذان للمسافر ،حدیث:۶۰۵

۱۲......مسلم، کتاب المساجد و مواقیت الصلٰوة ، باب اوقات الصلوات الخمس ،حدیث:۶۱۳

۱۳......سنن ابن ماجہ، کتاب السنة ، باب فی الایمان،حدیث:۶۱

۱۴......بخاری، کتاب الادب، باب رحمة الولد و تقبیلہ و معانقتہ، حدیث:۵۹۹۹/مسلم، کتاب التوبة ، بَابٌ : فِی سَعَةِ رَحْمَةِ اللّٰہِ تَعَالٰی ، وَ أَنَّھَا سَبَقَتْ غَضَبَہٗ ،حدیث:۲۷۵۴

۱۵......بخاری، کتاب المناسک، باب وجوب الحج و فضلہ ،حدیث:۱۴۴۲

۱۶......بخاری، کتاب المظالم ، باب ھل تکسر..........،حدیث:۲۳۴۷

۱۷......مسلم، کتاب البر و الصلة و الآداب ، باب تحریم الظلم ،حدیث:۲۵۸۱

۱۸......مسلم، کتاب الجنة و صفة نعیمھا و اھلھا ، باب فناء الدنیا و بیان الحشر یوم القیامة ،حدیث:۲۸۵۸



فتحِ اسلام کے پچاس سال

عدالتِ عظمیٰ کے متنازع فیصلہ کی تصحیح پر امتِ مسلمہ کی تحسین اور اظہارِ تشکر

ڈاکٹر پروفیسر محمد الیاس اعظمی حفظہ اللہ، مصنف ’’فتاویٰ نوریہ---ایک تقابلی مطالعہ‘‘ و دیگر کتبِ کثیرہ، ممتاز ادیب و خطیب اور منہاج یونی ورسٹی میں استاذ ہیں--- انہوں نے 2022ء میں مصر کے ممتاز عالم الشیخ محمد متولی الشعراوی کی ’’تفسیر شعراوی‘‘ پر امپیریل (ICBS) یونی ورسٹی لاہور سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی--- ڈاکٹر اعظمی صاحب کے اس مضمون کا پہلا حصہ اکتوبر میں شائع ہوا تھا، اب دوسرا و آخری حصہ پیشِ خدمت ہے--- [ادارہ]

الحمد للہ ربّ العٰلمین والصّلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد خاتم الانبیاء والمرسلین

10/ اکتوبر 2024ء، بروز جمعرات، سپریم کورٹ آف پاکستان (عدالتِ عظمیٰ) نے مبارک ثانی قادیانی کیس میں اپنے جاری کردہ فیصلہ، بمطابق 24/ جولائی 2024ء، جو ایک متنازع فیصلہ تھا، سنایا، تو اس پر پورے ملک میں دینی طبقات اور عامۃ الناس میں تشویش کی لہر دوڑ گئی اور اضطراب پیدا ہو گیا۔ ملک بھر میں احتجاج کا سلسلہ شروع ہو گیا، تو اس کے نتیجہ میں وفاقی حکومت اور حکومتِ پنجاب نے فوجداری متفرق درخواست نمبر 1113

بابت 2024ء دائر کی اور اس میں کہا گیا کہ حکم نامہ 24/جولائی 2024ء میں غلطیاں ہیں، جن کی تصحیح کی ضرورت ہے۔ یہ درخواست مجموعہ ضابطہ فوجداری 1898ء کی دفعہ 561-A مع سپریم کورٹ رولز 1980ء کے آرڈر XXXIII کے رول 6 و مجموعہ ضابطہ دیوانی 1908ء کی دفعات 153,152 کے تحت دی گئی ہیں۔ سپریم کورٹ کے معزز ججز صاحبان سے استدعا کی گئی کہ وہ اس فیصلہ کو دوبارہ ملاحظہ فرما کر اس میں رہ جانے والی غلطیوں کا ازالہ کریں۔ چناں چہ عدالتِ عظمیٰ کے معزز جج صاحبان نے ان دونوں حکومتوں کی اس درخواست پر عمل کرتے ہوئے لکھے گئے فیصلہ پر نظر ثانی کرتے ہوئے علماء کی طرف سے اٹھائے گئے نکات پر دانش مندانہ غور کیا۔ قادیانیوں کی کتاب ''تفسیر صغیر'' کے مندرجات کا قانونی و دینی پہلوؤں سے جائزہ لیتے ہوئے اپنے 24/جولائی 2024ء کے جاری حکم نامہ میں پائی جانے والی غلطیوں کا ازالہ کیا اور 10/اکتوبر 2024ء کو گزشتہ دونوں حکم ناموں کو منسوخ اور کالعدم کرتے ہوئے تصحیحی فیصلہ جاری کیا ہے، جس پر عدالتِ عظمیٰ کے فاضل اور معزز جج صاحبان پوری امتِ مسلمہ کی طرف سے خراجِ تحسین کے حق دار ہیں۔ آئندہ سطور اسی خوش گوار فریضہ کی ادائیگی کے لیے لکھی جارہی ہیں:

مقدمہ کا پس منظر

مدعا علیہ مبارک احمد ثانی قادیانی نے 7/مارچ 2019ء کو مدرسۃ الحفظ، عائشہ اکیڈمی و مدرسۃ البنات کی سالانہ تقریب، نصرت جہاں کالج فار ویمن کے گراؤنڈ میں منعقد کی اور اس میں قادیانی مذہب کے عقائد و نظریات پر مشتمل ممنوعہ کتاب ''تفسیر صغیر'' اور بعض دیگر کتب طالبات اور مہمانوں میں تقسیم کیں۔ مبارک ثانی قادیانی کا مذکورہ بالا عمل صریحاً آئینِ پاکستان اور مروّجہ قانون کی خلاف ورزی ہے۔ چنانچہ اس پر مسلمانوں کی طرف سے مبارک ثانی اور اس کے مجرمانہ عمل کے خلاف قانونی چارہ جوئی کی گئی، ملزم کو قانون نے اپنی گرفت میں لیتے ہوئے گرفتار کیا تو قید سے رہائی کے لیے فوجداری درخواست نمبر 1344L/2023 کے ذریعہ ضمانت پر رہائی کی درخواست دائر کی گئی۔ چنانچہ چیف جسٹس سپریم کورٹ آف پاکستان کی سربراہی میں تین رکنی بنچ نے متعدد سماعتوں کے بعد مبارک ثانی کی دائر کردہ پٹیشن نمبر 1054-L of 2023 کا فیصلہ 6/فروری 2024ء کو جاری کیا۔ اس ضمانتی فیصلہ میں

عدالتِ عظمٰی کے جج صاحبان نے لکھا:

''اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''بے شک ہم نے ہی یہ یاد دہانی نازل کی ہے اور بے شک ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں''---[الحجر،۱۵:۹]

[پیرا:9]

قرآن مجید میں مذکور یہ اصول کہ دین کے معاملہ میں کوئی زبردستی نہیں ہے، آئین میں ایک بنیادی حق کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے کہ آئین کی دفعہ 20 کی شق (اے) طے کرتی ہے کہ ہر شہری کو اپنے مذہب کی پیروی، اسے بیان کرنے کا حق ہوگا۔اور دفعہ 20 کی شق (بی) یہ کہتی ہے کہ ہر مذہبی گروہ اور اس کے فرقے کو اپنے مذہبی ادارے قائم کرنے، ان کی دیکھ بھال اور ان کے انتظام کا حق ہوگا۔ آئین کی دفعہ 22 یہ لازم اور مقرر کرتی ہے کہ کسی مذہبی گروہ یا فرقے کو کسی ایسے تعلیمی ادارے، جس کا انتظام کلی طور پر اس گروہ یا فرقے کے پاس ہو، اس گروہ یا فرقے کے طلبہ کو مذہبی تعلیم دینے سے نہیں روکا جائے گا۔ آئین میں درج ان بنیادی حقوق سے انحراف یا گریز نہیں کیا جا سکتا''---

آگے جا کر پیرا نمبر 16 میں لکھا:

''ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ مذہب کے خلاف جرائم سے نمٹتے ہوئے جذبات، حقائق کی جگہ لے لیتے ہیں، جیسا کہ لگتا ہے کہ اس مقدمے میں بھی ہوا ہے اور نجی شکایت کنندگان ریاست کی جگہ آجاتے ہیں۔ اگرچہ ان جرائم کی نوعیت ہی ایسی ہے کہ یہ کسی فرد یا نجی جائیداد کے خلاف نہیں ہیں''---

فاضل جج صاحبان نے اپنے فیصلے کا وزن بڑھانے کے لیے چند آیاتِ قرآنیہ بھی درج کیں، حالانکہ ان آیات کا براہِ راست کوئی تعلق نہیں بنتا۔ اس لیے کہ مدعی کا مقدمہ تو یہ تھا کہ ملزم، مدعا علیہ نے اپنے عمل کے ذریعہ قرآن مجید کی توہین، آئین شکنی اور قانون کی خلاف ورزی کرنے کے جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ پیش کردہ قرآنی آیات میں اس پہلو سے متعلق کوئی حکم و ہدایت نہیں پائی جاتی۔ لیکن بہر طور جج حضرات نے بطورِ استدلال پیش کیا ہے۔

اختتامی پیرا نمبر 17 میں مجرم کی ضمانت منظور کرتے ہوئے لکھا:

''اس لیے فوجداری درخواست برائے اپیل 1844 ٹ 2023ء کو اپیل میں تبدیل کیا جاتا ہے اور اسے منظور کرتے ہوئے معترضہ حکم ناموں کو منسوخ کیا جاتا ہے اور یہ حکم دیا جاتا ہے کہ درخواست گزار کو ایف آئی آر نمبر 661/22 کی بنیاد پر بننے والے مقدمہ میں مبلغ پانچ ہزار روپے کے ذاتی مچلکے پر فوراً ضمانت پر رہا کیا جاتا ہے''---

(**نوٹ**: سپریم کورٹ کے 6/فروری 2024ء کے جاری کردہ حکم نامہ کے مذکورہ بالا تمام اقتباسات ''مقدمہ توہین وتحریفِ قرآن'' بارے محترم جسٹس قاضی فائز عیسیٰ، چیف جسٹس سپریم کورٹ آف پاکستان کے نام کھلا خط، مرتبہ سید محمد اسحاق نقوی، تحصیل ہٹیاں بالا، ضلع جہلم سے لیے گئے ہیں)

سپریم کورٹ کا فیصلہ سامنے آنے پر پورے ملک پاکستان کے دینی حلقوں میں اضطراب پیدا ہوا، شہر شہر اس کے خلاف احتجاج کیا گیا۔ مخدوش صورتِ حال کے پیشِ نظر سپریم کورٹ میں نظر ثانی فوجداری پٹیشن نمبر 20/2024 دائر کی گئی۔ اس درخواست کی سماعت کے موقع پر سپریم کورٹ نے درج ذیل دینی ادارہ جات سے کیس کے حوالہ سے رہنمائی اور رائے مانگی:

❶ جامعہ دار العلوم، کراچی، ❷ دار العلوم جامعہ نعیمیہ، کراچی، ❸ جامعہ سلفیہ، فیصل آباد، ❹ قرآن اکیڈمی، لاہور اور ❺ جامعہ امدادیہ، فیصل آباد---

مذکورہ جامعات کے جید علماء کی طرف سے اپنی مواہیر اور دستخطوں کے ساتھ سپریم کورٹ آف پاکستان کے سامنے رکھا۔ اپنے تحفظات کا اظہار کرتے ہوئے سپریم کورٹ کے 24/ جولائی 2024ء کے جاری کردہ ''حکم نامہ'' کے حوالے سے اس میں پائے جانے والے ابہامات اور آئینِ پاکستان اور عدالتِ عظمیٰ اور عدالت ہائے عالیہ کے فیصلہ جات اور مسلمانانِ پاکستان کے متفقہ فیصلے جو 1974ء میں پارلیمنٹ کی سطح پر کیا گیا تھا، سے انحراف کی نشان دہی کرتے ہوئے یہ مطالبہ کیا:

''(سپریم کورٹ) اپنے نظر ثانی شدہ فیصلے میں از خود ترمیم کر کے مسلمانوں کے

حقیقی خدشات کا ازالہ کرے یا مقدمے کے سارے فریقوں کو دعوت دے کر ان کے نزدیک فیصلے میں کوئی سقم ہے یا صرفِ نظر یا غلطی ہوئی ہے، تو اس کی نشان دہی کریں۔ اگر وہ حقائق وشواہد کی روشنی میں درست ہوئے، تو ان کا ازالہ کردیا جائے گا''---

علماء نے یہ مطالبہ کیوں کیا؟

علماء نے یہ مطالبہ کیوں کیا؟ اس کا جواب ابھی گزشتہ سطور میں دے دیا گیا ہے کہ سپریم کورٹ کے تین رکنی بنچ، جو چیف جسٹس کی سربراہی میں یہ مقدمہ سن رہا تھا، اس نے اپنا تفصیلی فیصلہ جو 24/جولائی 2024ء کو جاری کیا، وہ پچاس پیراگراف پر مشتمل تھا، ان میں سے بعض پیراگراف کے مشتملات پر تمام دینی طبقات کو اعتراض تھا، کہ ان میں آئینِ پاکستان، فوجداری قوانین C-295اور C-298 سے انحراف کرتے ہوئے قادیانیوں کے لیے دعوتی وتبلیغی سرگرمیوں کی راہ ہموار کی گئی، لہٰذا ایسے تمام پیراگرافس کو حذف کیا جائے۔ معترضہ پیراگراف ملاحظہ ہوں:

پیراگراف نمبر سات

ایف آئی آر میں ملزم پر مجموعہ تعزیرات کی دفعہ 295B کا تو ذکر کیا گیا، لیکن کسی قانونی شق کا صرف ذکر کرنا، ملزم کو اس دفعہ کے تحت جرم کے لیے ذمہ دار ٹھہرانے کے لیے کافی نہیں ہوتا۔ ایف آئی آر کے مندرجات میں ''توہینِ قرآن'' کا الزام نہ تو بلا واسطہ اور نہ ہی بالواسطہ لگایا گیا تھا اور چونکہ مذکورہ ادارہ جہاں ایف آئی آر کے مطابق ممنوعہ کتاب تقسیم کی گئی تھی، احمدیوں کا ادارہ تھا، اس لیے اس فعل پر مجموعہ تعزیرات کی دفعہ 298C کا اطلاق نہیں ہوسکتا تھا۔ درخواست گزار نے فوجداری درخواست 1344L/2023 کے ذریعے ضمانت پر رہائی کی درخواست دائر کی تھی۔ عدالت ہٰذا کے علم میں یہ بات لائی گئی کہ ملزم قید میں 3 مہینے گزار چکا ہے، جب کہ ممنوعہ کتاب کی تقسیم کا جرم ثابت ہونے پر اسے جس قانون کے تحت سزا سنائی جاسکتی ہے، وہ فوجداری ترمیمی قانون 1932ء کی دفعہ 5 ہے، جس کے تحت زیادہ سے زیادہ 6 مہینے تک کی سزائے قید دی جاسکتی ہے، عدالت ہٰذا نے اپنے

حکم نامہ مورخہ 6/فروری 2024ء (معترضہ حکم نامہ) میں لکھا:

‘‘Learned counsel states that the petitioner was arrested on 7 January 2023 and if at all the offence is made out it would be under section 5 of the Criminal Law Amendment Act, 1932, as the allegation against him is that he distributed a proscribed book, that is, Tafseer-e-Sagheer, which section attracts a maximum imprisonment of six months. Learned counsel further states that the FIR was registered on 6 December 2022 whereas the alleged offence was stated to have been committed on 7 March 2019 without explaining the delay and the petitioner has remained incarcerated since 7 January 2023. Issue notice for 6 February 2023.’’---

چونکہ درخواست گزار کے مجرم ثابت ہونے پر اسے مذکورہ جرم کے لیے زیادہ سے زیادہ چھ مہینوں کی سزائے قید سنائی جا سکتی تھی، جو وہ پہلے ہی قید میں گزار چکا ہے، اس لیے اسے مزید قید میں رکھنے سے اس کے کئی بنیادی حقوق کی خلاف ورزی ہوگی۔ آئین کی دفعہ 9 نے طے کیا ہے کہ کسی شخص کو اس کی آزادی سے محروم نہیں کیا جائے گا، سوائے جب ایسا قانون کے مطابق کیا جائے۔ کوئی قانون اس کو مزید قید میں رکھنے کی اجازت نہیں دیتا اور آئین کی دفعہ 108 منصفانہ سماعت اور مناسب طریقِ کار کی ضمانت دیتی ہے، جس سے درخواست گزار کو محروم کیا گیا ہے۔ ان دو بنیادی حقوق کی خلاف ورزی کے علاوہ ایک اور زیادہ وسعت رکھنے والا حق ہے، جو آئین کی دفعہ 4 نے طے کیا ہے: ہر شہری کا یہ ناقابلِ تنسیخ حق ہے کہ اسے قانون کا تحفظ حاصل ہو اور اس کے ساتھ قانون کے مطابق سلوک ہو۔ درخواست گزار کے ساتھ مزید قانون کے مطابق سلوک نہیں ہو رہا،

کیونکہ اپنے مقدمے کے اختتام کا انتظار کرتے ہوئے اس نے قید میں اس سے
زیادہ وقت گزار لیا ہے، جو اس صورت میں گزارتا، جب وہ مجرم ثابت ہوتا---

زیر بحث پیراگراف کا عام اور فوری تاثر

سپریم کورٹ آف پاکستان نظرثانی شدہ حکم نامہ جاری کردہ 24/ جولائی 2024ء کے مذکورہ بالا پیراگراف سے ایک عام قاری اور شہری کے ذہن میں جو فوری تاثر پیدا ہوتا ہے، وہ یہ ہے کہ مبارک ثانی قادیانی کو توہینِ قرآن کے جرم میں قید کر کے اسے اس کے کیس کی منصفانہ سماعت اور قانون کے تحفظ کے حق سے محروم کر دیا گیا ہے اور اس کے ساتھ قانون کے مطابق سلوک نہیں ہو رہا، کیوں کہ اپنے مقدمے کے اختتام کا انتظار کرتے ہوئے اس نے قید میں اس سے زیادہ وقت گزار لیا ہے، جو اس صورت میں گزارتا، جب وہ مجرم ثابت ہوتا۔

گویا کہ مبارک ثانی کی حق تلفی کی گئی ہے اور اس کے ساتھ انصاف بھی نہیں ہوا، سو! جب قانون، جس کے مطابق اس کو سزا دی جانی تھی، وہ قانون اس وقت ابھی وجود میں آیا ہی نہ تھا، اس لیے ایکٹ 2021ء کا موثر بہ ماضی اطلاق نہیں ہوسکتا۔

عدالت کے اس زاویۂ نظر نے بھی اہلِ علم عوام وخواص کے اذہان میں یہ تحفظات پیدا کر دیے کہ عدلیہ مجرم کے توہینِ قرآن کے سنگین جرم پر بھی مجرم کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کر رہی ہے، جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اس طرح نہ صرف مجرم کو، بلکہ اس کے ہم خیال و ہم عقیدہ قادیانی لوگوں کو مزید حوصلہ ملے گا کہ وہ آئندہ بھی اس قسم کی حرکتیں کریں گے اور قانون ان کو اپنی گرفت میں نہیں لے سکتا اور نہ ان کو کسی قسم کی سزا ملے گی۔

تمام شہریوں کو قانونی تحفظ حاصل ہے

پاکستان میں بسنے والے تمام غیر مسلم شہریوں کو نہ صرف آئینی و قانونی طور پر، بلکہ شرعی طور پر تحفظ حاصل ہے۔ دَورِ نبوت سے لے کر آج تک اسلامی تاریخ کے کسی بھی دَور میں کسی بھی خطۂ ارضی اور کسی بھی حکمران کے دَورِ حکومت میں کسی غیر مسلم کو محض مذہب کے اختلاف کی بنیاد پر اس کے بنیادی حقوق سے محروم نہیں کیا گیا۔ یہ بات بھی مسلمہ ہے کہ قانونی حقوق لینے اور قانون کا تحفظ لینے کے لیے قانون کو بصدقِ دل، ہمہ پہلو سے اس کی روح کے عین مطابق تسلیم کرنا ضروری ہے۔ اس لیے کہ رسمی قانون ہو، یعنی حکومتی قانون ہو

یا شرعی قانون، اس کو تسلیم نہ کرنا، اس پر عمل نہ کرنا از خود ایک جرم ہے۔ اس لیے جو کوئی بھی آئین سے انحراف کرے گا اور قانون شکنی کرے گا، وہ ضرور اس کی سزا پائے گا اور قانون کو تسلیم کرنے اور اس پر عمل کرنے والا اس کا تحفظ پائے گا۔

سپریم کورٹ کے نظر ثانی شدہ فیصلہ پر تشویش کا دوسرا سبب

تین رکنی بنچ کے 24/جولائی 2024ء کو جاری کردہ مبارک ثانی کیس کے نظر ثانی شدہ حکم نامہ میں علماء کرام اور دانش ور حضرات اور عامۃ المسلمین کے لیے تشویش کا دوسرا سبب اس کا پیراگراف 42 تھا، جس میں عدلیہ عظمیٰ کے جج صاحبان نے لکھا:

''آئینی و قانونی دفعات اور عدالتی نظائر کی اس تفصیل سے ثابت ہوا کہ احمدیوں کے دونوں گروہوں کو غیر مسلم قرار دینے کے بعد انہیں آئین اور قانون کے مطابق اپنے مذہب پر عمل پیرا ہونے اور اس کے اظہار اور اس کی تبلیغ کا حق اس شرط کے ساتھ حاصل ہے کہ وہ عوامی سطح پر مسلمانوں کی دینی اصطلاحات استعمال نہیں کریں گے، نہ ہی عوامی سطح پر خود کو مسلمانوں کے طور پر پیش کریں گے، تاہم اپنے گھروں، عبادت گاہوں اور اپنے نجی مخصوص اداروں کے اندر انہیں قانون کے تحت مقرر کردہ ''معقول قیود'' کے اندر ''گھر کی خلوت'' کا حق حاصل ہے''---

مذکورہ بالا پیراگراف میں ''گھر کی خلوت'' کا حق حاصل ہے، ان دو الفاظ کی تہہ میں چھپے ہوئے معانی و مفاہیم اور مطالب نے ہر سنجیدہ اور دینی فکر رکھنے والے ہر پاکستانی شہری کو چوکنا کر دیا، کہ آخر ہماری عدالتِ عظمیٰ نہ صرف دین و ایمان کے باغیوں، بلکہ آئین و قانون کو تسلیم نہ کرتے ہوئے توڑنے والوں کو ''معقول قیود'' کا لکھ کر کس قسم کی ''گھر کی خلوت'' کا ماحول دینا چاہتی ہے؟ اس لیے کہ آئین تمام مذاہب کے پیروکاروں کو واضح طور پر یہ کہتا ہے:

آرٹیکل نمبر 20: مذہب کی پیروی اور مذہبی اداروں کے انتظام کی آزادی قانون، امنِ عام اور اخلاق کے تابع ہے۔

مذکورہ بالا آرٹیکل مذہب کی پیروی اور مذہبی اداروں کے قیام کے لیے تین پابندیاں عائد کرتا ہے:

(ا) قانون (ب) امن عامہ (ج) اخلاقیات

لیکن جیسا کہ آپ نے معترضہ حکم نامہ کا پیراگراف 42 ابھی ملاحظہ کیا کہ عدالت نے آئین سازوں نے بالاتفاق جو تین پابندیاں عائد کی تھیں، ان کو حذف کر دیا گیا اور اپنے معترضہ فیصلہ میں ''معقول قیود'' لکھ کر مجرم اور اس کے ہم عقیدہ لوگوں کے لیے گویا کہ آئین شکنی کی راہ ہموار کر دی، تاکہ جب کوئی آئندہ ایسے جرم کا ارتکاب کرے، تو کوئی قانون و اخلاق اس کو باز نہ رکھ سکے۔

قادیانیوں کا علانیہ طرز عمل

پاکستان میں ہمیشہ حالات اس لیے مخدوش رہتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار ربوہ گروپ اور لاہوری گروپ سے تعلق رکھنے والے لوگوں کا انفرادی سطح سے لے کر اجتماعی سطح تک طرزِ عمل اور روش یہ ہے کہ وہ پاکستان کے آئین و قانون دونوں کو تسلیم نہ کرتے ہوئے ریاست اور اس کے آئین کے خلاف علمِ بغاوت بلند کیے رہتے ہیں اور ملک کے اندر نقضِ امن کا مسئلہ پیدا کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔

یہاں یہ امر بھی بڑی اہمیت کا حامل ہے کہ 1984ء میں خود قادیانی وکیل مسٹر مجیب الرحمٰن نے عدالت کے ایک سوال کے جواب میں یہ تسلیم کیا تھا کہ قادیانیوں پر آئین کی پابندی لازمی ہے۔ وفاقی شرعی عدالت کے فیصلہ کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو:

> ''اس آرڈیننس (جنرل ضیاء الحق کا امتناعِ قادیانیت آرڈیننس) کے نفاذ کی ضرورت کو سمجھنے کے لیے یہ ضروری ہوگا کہ 1974ء کی آئینی ترمیم کے اثرات کا جائزہ لیا جائے، جس کے ذریعے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا تھا۔
>
> مسٹر مجیب الرحمٰن نے اس رائے کا پرجوش اظہار کیا کہ آئین نے قادیانیوں کو صرف غیر مسلم قرار دیا ہے اور ان پر خود کو غیر مسلم ہونے کی حیثیت سے کوئی ذمہ داری عائد نہیں کی۔ ہم نے (عدالت) ان سے یہ استفسار کیا کہ کیا پاکستان کے قادیانی شہریوں پر آئین کی پابندی لازمی ہے یا نہیں؟
>
> انہوں (مسٹر مجیب الرحمٰن) نے تسلیم کیا کہ ان پر اس کی پابندی لازمی ہے، اسی تسلیم سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ اعلان کے مطابق قادیانی اس امر کے پابند ہیں

کہ وہ آئین اور قانون کے مطابق غیر مسلم ہیں"---

[محمد بشیر (مترجم) قادیانیوں کے بارے میں وفاقی شرعی عدالت کا فیصلہ، دارالعلم، اسلام آباد 1985ء، ص: 198-197]

عدالت کے روبرو تسلیم کرنے کے باوجود عوامی سطح پر اپنے عمل کے ذریعہ سے انہوں نے ہمیشہ آئین و قانون کا منہ چڑاتے ہوئے آئین شکنی اور قانون کی مخالفت کی راہ اپنائی، جس کا نتیجہ ہمیشہ سنجیدہ اور عوامی طبقہ میں اضطراب کی صورت میں سامنے آتا ہے، جیسا کہ مبارک ثانی قادیانی کی شریرانہ حرکت پر ہوا۔ مسلمانوں کا شدید ردّ عمل پہلی مرتبہ نہیں ہوا، بلکہ اس کے نظائر پاکستان کی تاریخ کے ہر دَور میں ملتے ہیں۔

ایسے میں اگر آئین سازوں کی عائد کردہ پابندیوں "قانون، امنِ عامہ اور اخلاق" کو ختم کرتے ہوئے فیصلہ میں "معقول قیود" لکھ دیا جائے، تو یہ آئین سے انحراف بھی ہے اور عدالت کی دانست میں جو معقول قیود ہوسکتی تھیں، ان کا اظہار و بیان بھی نہ کرنا، آئین مخالف اور قانون شکنوں کے لیے آئندہ بھی اس قسم کے گھناؤنے جرم کی راہ ہموار کرنا ہے، جو کسی طرح بھی حکومت اور ریاست کے مفاد میں نہیں۔

عدالت کے جج صاحبان پر لازم تھا کہ وہ 6/فروری 2024ء اور 24/جولائی 2024ء کے حکم ناموں، بالخصوص 24/جولائی 2024ء کے حکم نامہ کو تحریر کرتے ہوئے وفاقی شرعی عدالت اور سپریم کورٹ آف پاکستان کے فیصلہ کو مدنظر رکھتے ہوئے زیرِ سماعت مقدمہ کا فیصلہ لکھتے، تو ملک کے کسی بھی حصہ میں اور کسی بھی سطح پر کوئی احتجاج ہوتا اور نہ کوئی جلوس نکلتا۔ اس لیے کہ عدالتوں کے ان فیصلہ جات میں واضح طور پر لکھا ہے:

"وفاقی شرعی عدالت کا صادر کردہ کوئی فیصلہ، اگر اس کے خلاف سپریم کورٹ کے شریعت اپلیٹ بنچ میں اپیل نہ کی جائے یا اپیل کرنے کی صورت میں فیصلہ کو بحال رکھا جائے، سپریم کورٹ کے لیے بھی واجب التعمیل ہوگا، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ وفاقی شرعی عدالت کے محولہ بالا فیصلہ کو عدالت ہذا بھی نظر انداز نہیں کرسکتی"---

[فیاض اختر ملک، قادیانیت کے خلاف اعلیٰ عدالتوں کے تاریخی فیصلے، ص 552]

غرض جب سپریم کورٹ کے سہ رکنی بنچ نے آئین میں لگائی گئی قیودات کو نظر انداز

کرتے ہوئے ’’معقول قیود‘‘ کی ترکیب استعمال کی اور اس کی مزید وضاحت نہ کی گئی، تو اس سے عوام وخواص میں اضطراب و بے چینی کا پایا جانا ایک لازمی امر تھا، جو پایا گیا۔ چنانچہ اہلِ ایمان نے اپنے مذہبی جذبات کا اظہار کرتے ہوئے جلسے کیے، جلوس نکالے، عدالتِ عظمیٰ کے افاضل ججز صاحبان سے اپنے اس نظرثانی شدہ فیصلے پر بار دیگر غور وفکر کرنے اور فیصلے کے مندرجات میں پائے جانے والے ابہامات، تحفظات اور شکوک وشبہات کو ختم کرتے ہوئے دور کرنے کا مطالبہ کیا، تو بالآخر کاتبینِ حکم نامہ کو عوامی مطالبہ تسلیم کرتے ہوئے سرِتسلیم خم کرنا پڑا۔ چنانچہ تمام مسالک کے علماء کے متفقہ فیصلہ اور مطالبہ پر 24/جولائی 2024ء کے جاری کردہ اپنے مفصل فیصلہ میں سے پیرا گراف سات اور 42 حذف کرنے کا حکم دیا۔ اس طرح مبارک ثانی کیس میں جاری کردہ حکم نامہ میں پائی جانے والی غلطیوں کا ازالہ کرتے ہوئے دوبارہ فیصلہ جاری کرنے کا کہا گیا، جو دینی حلقوں کے لیے اطمینان کا باعث بنا۔ اس کے بعد اس کیس کی سماعت کرنے والے جج صاحبان نے اپنے لکھے ہوئے فیصلہ کا ازسرنو جائزہ لیا اور 22/اگست 2024ء، اپنا فیصلہ جاری کرتے ہوئے لکھا:

’’وفاقِ پاکستان اور حکومتِ پنجاب کی جانب سے فوجداری متفرق درخواست نمبر 1113 بابت 2024ء دائر کی گئی، جس میں کہا گیا ہے کہ حکم نامہ مورخہ 24/جولائی 2024ء میں غلطیاں ہیں، جن کی تصحیح کی ضرورت ہے۔ یہ درخواست مجموعہ ضابطہ فوجداری 1898ء کی دفعہ 561-اے، مع سپریم کورٹ رولز 1980ء کے آرڈر XXXIII کے رول 6 و مجموعہ ضابطہ دیوانی 1908ء کی دفعات 152، 153 کے تحت دی گئی ہے۔ ہم ابتداء میں ہی یہ واضح کرتے ہیں کہ اس عدالت کے پاس ’’دوسری نظرثانی‘‘ کا اختیار نہیں ہے، اس لیے یہ تصور نہ کیا جائے کہ اب جو فیصلہ جاری کیا جا رہا ہے، یہ دوسری نظرثانی ہے۔ یہ وضاحت بھی کی جاتی ہے کہ یہ فیصلہ تصحیح کے لیے دی گئی درخواست پر دیا جا رہا ہے اور اب غلطیوں کی تصحیح کے بعد اسی کو عدالت کا فیصلہ تصور کیا جائے گا اور اس کے بعد حکم نامہ مورخہ 6/فروری 2024ء اور نظرثانی فیصلے مورخہ 24/جولائی 2024ء کی کوئی قانونی حیثیت نہیں رہتی اور اسے واپس لیا جاتا ہے‘‘---[سپریم کورٹ کا فیصلہ، ص1]

یہ امر لائقِ تحسین ہے کہ سپریم کورٹ نے علماء کے رہنمائی کرنے اور عوامی مطالبہ کو

مانتے ہوئے اور دینی عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت کے پیشِ نظر اپنے سابقہ حکم نامے واپس لیتے ہوئے دینی تقاضوں کے مطابق اپنا نیا قطعی و حتمی فیصلہ صادر کیا۔ یوں قادیانیت کے حوالے سے عوام وخواص میں پائی جانے والی بے چینی ختم ہوئی اور لوگوں نے سکھ کا سانس لیا۔

مبارک ثانی کیس میں سپریم کورٹ کے فیصلے کے لائقِ تحسین پہلو

سپریم کورٹ آف پاکستان نے مبارک احمد ثانی قادیانی کیس میں پائی جانے والی غلطیوں کی اصلاح کے بعد 10/اکتوبر 2024ء کو جو فیصلہ جاری کیا ہے، اس کے درج ذیل پہلو لائقِ تحسین ہیں:

1. سپریم کورٹ نے مبارک ثانی قادیانی کے مقدمہ توہین وتحریفِ قرآن کی سماعت کر کے جو فیصلہ جاری کیا، پہلا فیصلہ 6/فروری 2024ء پھر نظر ثانی شدہ فیصلہ 24/جولائی 2024ء، پھر علماء کے مطالبہ وتجاویز پر پیرا گراف سات اور 42 کو حذف کرنے کا اعلان اور آخر میں اصلاح شدہ فیصلہ جو 10/اکتوبر 2024ء کو جاری کیا اور اس کے ساتھ یہ وضاحت بھی پیرا گراف نمبر 1 میں کردی گئی:

> ’’یہ وضاحت بھی کی جاتی ہے کہ یہ فیصلہ تصحیح کے لیے دی گئی درخواست پر دیا جا رہا ہے اور اب غلطیوں کی تصحیح کے بعد اسی کو عدالت کا فیصلہ تصور کیا جائے گا اور اس کے بعد حکم نامہ مورخہ 6/فروری 2024ء اور نظر ثانی فیصلے مورخہ 24/جولائی 2024ء کی کوئی حیثیت نہیں رہتی اور اسے واپس لیا جاتا ہے‘‘ ---
>
> [سپریم کورٹ کا فیصلہ، ص 1]

یہ فیصلے عدالت نے قومی زبان اردو میں تحریر کیے تاکہ پاکستان کا ہر شہری اس کو پڑھ کر مقدمہ کے اصل مسئلہ اور اس پر ملک کی اعلیٰ ترین عدالت کے فیصلہ سے آگاہی حاصل کر سکے اور منکرین و باغیانِ ختم نبوت کی قانونی حیثیت سے بخوبی آگاہ ہو سکے۔

2. عدالت نے غلطیوں کی تصحیح کے بعد 10/اکتوبر 2024ء کو جو اصلاح شدہ فیصلہ جاری کیا، اس میں تفصیلی فیصلہ کی وجوہات کو درج کرتے ہوئے پیرا گراف نمبر 6 میں اپنی غلطی کا واضح الفاظ میں اعتراف کرتے ہوئے لکھا:

> ’’جب یہ مقدمہ پہلے سنا گیا تھا تو ہمیں ’’تفسیر صغیر‘‘ یا اس کے مصنف کے بارے میں علم نہیں تھا، اس لیے فیصلے میں نمایاں غلطی ہوئی۔ اب ہم نے

دونوں کے متعلق کچھ بنیادی معلومات حاصل کی ہیں۔ ''تفسیر صغیر'' کے مصنف کے چار پہلو ہیں؛ پہلا: مصنف ہونے کا، دوسرا: مرزا غلام احمد قادیانی کے فرزند ہونے کا، تیسرا: اپنے والد کے عقائد اور تصورات کے پیروکار ہونے کا اور چوتھا: اپنے آپ کو ''خلیفة المسیح الثانی ''یعنی اپنے مسیح کا دوسرا خلیفہ کہلوانے کا۔ یہاں مرزا بشیر الدین محمود نے ''مسیح'' اپنے والد مرزا غلام احمد قادیانی کو کہا ہے اور احمدی/ قادیانی حکیم نور الدین بھیروی کو پہلا ''خلیفہ'' اور مرزا بشیر الدین محمود کو دوسرا ''خلیفہ'' کہتے ہیں، اس لیے ہم نے ضروری سمجھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی تصانیف کا بھی جائزہ لیا جائے'' --- [سپریم کورٹ کا فیصلہ، ص 3]

سپریم کورٹ کے معزز جج صاحبان کا یہ بڑا پن تو ہے ہی کہ انھوں نے منکرینِ ختم نبوت کی قرآن و حدیث، اجماعِ امت، آئینِ پاکستان اور ریاست کے قانون سے بغاوت و سرکشی کو کچلتے ہوئے اور اسلام دشمن چال کو ناکام بناتے ہوئے اپنے فیصلے کی تصحیح کی، بلکہ ہماری رائے میں انہوں نے نہ صرف اپنے عقیدہ و ایمان، بلکہ تمام اہلِ اسلام کے عقیدہ و ایمان کا تحفظ کر کے دنیا و آخرت میں کامیابی کا سامان کیا ہے۔ اس پر یقیناً اس سہ رکنی بنچ کے تمام اراکین تحسین و مبارک باد کے مستحق ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب اہلِ حق کو جادۂ حق پر ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

❸ فیصلہ میں یہ امر بھی لائقِ تحسین ہے کہ اس کے پیرا گراف 15 میں یہ لکھ دیا گیا ہے:

''آئین اور قانون کسی کو اس بات کی اجازت نہیں دیتے کہ وہ کسی اور مذہب کی توہین کرے یا اس کی مقدس شخصیات کے متعلق غلط بیانی کرے۔ ''تفسیر صغیر'' میں اور مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتابوں میں بھی مسیحیت اور اسلام دونوں ہی کے متعلق اس اصول کی خلاف ورزی کی ہے۔ نیز اعلیٰ عدالتوں کے فیصلے قادیانیوں کو اس امر کا پابند کر چکے ہیں کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کے دینی شعائر کو استعمال نہیں کر سکتے'' ---

آگے چل کر پیرا گراف 16 میں مزید لکھا:

''اسی طرح کسی کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ اپنے آپ کسی ایسے مذہب کا پیروکار ظاہر کرے، جس کے بنیادی عقیدے سے ہی وہ انکاری ہو۔ لہٰذا قادیانیوں کا

اپنے آپ کو مسلمان یا احمدی مسلمان کہلانا درست نہیں ہے”---

[سپریم کورٹ کا فیصلہ، ص6]

مذکورہ بالا دونوں پیراگراف مندرجہ بالا حصوں کے ذریعے کم خواندہ مسلمان بھی قادیانیوں کی ان کے کفریہ عقائد کی روشنی میں ان منکرینِ ختم نبوت کی دینی و مذہبی اور آئینی وقانونی حیثیت سے آگاہ ہوکر ان کے مذہبی واعتقادی جرائم سے بچ کر اپنے دین وایمان کی حفاظت کرسکتا ہے۔اس پر بھی عدالت تحسین کی مستحق ہے۔

معترضہ فیصلہ سے متعلق علماء کی تجاویز، پیراگراف سات اور بیالیس کا حذف

24/جولائی 2024ء کا معترضہ فیصلہ سامنے آنے کے بعد عوامی احتجاج پر عدالت نے ملک کے تمام مسالک کے جید علماء سے مبارک ثانی قادیانی کے بارے میں اپنے فیصلہ سے رہنمائی طلب کرتے ہوئے انہیں عدالت میں آنے کی دعوت دی، تو اس پر علماءِ اسلام نے متفقہ طور پر جو تجاویز عدالتِ عظمیٰ کے سامنے رکھیں، ان میں یہ تھا کہ عدالت اپنے فیصلہ کے پیراگراف سات اور بیالیس کو خارج کردے۔تو سپریم کورٹ نے 10/اکتوبر 2024ء کے فیصلہ میں سے ان دونوں (7، 42) پیراگرافس کو خارج کردیا۔

خارج کردہ پیراگراف سات میں کیا تھا؟

سپریم کورٹ کے فیصلہ کا پیراگراف سات مبارک ثانی قادیانی پر درج کروائی گئی ایف آئی آر کے مضمون سے متعلق ہے، جس پر عدالت نے اپنے فیصلہ میں لکھا تھا:

”ایف آئی آر میں ملزم پر مجموعہ تعزیرات کی دفعہ 295-B کا تو ذکر کیا گیا لیکن کسی قانونی شق کا صرف ذکر کرنا ملزم کو اس دفعہ کے تحت جرم کے لیے ذمہ دار ٹھہرانے کے لیے کافی نہیں ہوتا۔ایف آئی آر کے مندرجات میں ”توہینِ قرآن“ کا الزام نہ تو بلا واسطہ اور نہ ہی بالواسطہ لگایا گیا تھا اور چونکہ مذکورہ ادارہ، جہاں ایف آئی آر کے مطابق ممنوعہ کتاب تقسیم کی گئی تھی، احمدیوں کا ادارہ تھا، اس لیے اس فعل پر مجموعہ تعزیرات کی دفعہ 298-C کا اطلاق نہیں ہوسکتا تھا۔درخواست گزار نے فوجداری درخواست نمبر 1344-L/2023 کے ذریعے ضمانت پر رہائی کی درخواست دائر کی تھی۔عدالت ہذا کے علم میں یہ بات لائی گئی کہ ملزم قید میں 13 مہینے گزار چکا ہے، جب کہ ممنوعہ کتاب کی تقسیم کا جرم ثابت ہونے پر اسے

جس قانون کے تحت سزا سنائی جا سکتی ہے، وہ فوجداری ترمیمی قانون، 1932ء کی دفعہ 5 ہے، جس کے تحت زیادہ سے زیادہ 6 مہینے کی سزائے قید دی جا سکتی ہے''---

اس سے آگے عدالت نے اپنے 6 / فروری 2024ء کے جاری کردہ فیصلہ کا ایک پیراگراف نمبر 15 انگلش میں مع ترجمہ نقل کیا ہے۔ ذیل میں ہم خواندہ و نیم خواندہ افراد کے استفادہ کے لیے صرف اردو ترجمہ لکھ رہے ہیں، تا کہ ہمارے قارئین پوری طرح سے بات کو سمجھ سکیں۔

عدالت نے لکھا:

''چونکہ درخواست گزار کے مجرم ثابت ہونے پر اسے مذکورہ جرم کے لیے زیادہ سے زیادہ چھ مہینوں کی سزائے قید سنائی جا سکتی تھی، جو وہ پہلے ہی قید میں گزار چکا ہے، اس لیے اسے مزید قید میں رکھنے سے اس کے کئی بنیادی حقوق کی خلاف ورزی ہوگی۔ آئین کی دفعہ 9 نے طے کیا ہے کہ کسی شخص کو اس کی آزادی سے محروم نہیں کیا جائے گا، سوائے جب ایسا قانون کے مطابق کیا جائے۔ کوئی قانون اس کو مزید قید میں رکھنے کی اجازت نہیں دیتا اور آئین کی دفعہ 10A منصفانہ سماعت اور مناسب طریقِ کار کی ضمانت دیتی ہے، جس سے درخواست گزار کو محروم کیا گیا ہے۔ ان دو بنیادی حقوق کی خلاف ورزی کے علاوہ اور زیادہ وسعت رکھنے والا حق ہے جو آئین کی دفعہ 4 نے طے کیا ہے: ہر شہری کا یہ ناقابلِ تنسیخ حق ہے کہ اسے قانون کا تحفظ حاصل ہو اور اس کے ساتھ قانون کے مطابق سلوک ہو۔ درخواست گزار کے ساتھ مزید ''قانون کے مطابق'' سلوک نہیں ہو رہا، کیوں کہ اپنے مقدمے کے اختتام کا انتظار کرتے ہوئے اس نے قید میں اس سے زیادہ وقت گزار لیا ہے، جو وہ اس صورت میں گزارتا، جب وہ مجرم ثابت ہوتا''---

خلاصہ یہ کہ ممنوعہ کتاب ''تفسیر صغیر'' کی تقسیم کی صورت میں توہینِ قرآن کے جرم کا ارتکاب کرنے والے مجرم مبارک ثانی قادیانی کو قید میں ڈالنے سے اس کے بنیادی حقوق متاثر ہوئے ہیں اور اسے ان حقوق سے محروم کر دیا گیا ہے اور قانون نے اس کے ساتھ منصفانہ سلوک نہیں کیا۔

خارج شدہ پیراگراف 42 کے مندرجات

''آئینی و قانونی دفعات اور عدالتی نظائر کی اس تفصیل سے ثابت ہوا کہ

احمدیوں کے دونوں گروہوں کو غیر مسلم قرار دینے کے بعد انہیں آئین اور قانون کے مطابق اپنے مذہب پر عمل پیرا ہونے اور اس کے اظہار اور اس کی تبلیغ کا حق اس شرط کے ساتھ حاصل ہے کہ وہ عوامی سطح پر مسلمانوں کی دینی اصطلاحات استعمال نہیں کریں گے، نہ ہی عوامی سطح پر خود کو مسلمان کے طور پر پیش کریں گے، تاہم اپنے گھروں، عبادت گاہوں اور اپنے نجی مخصوص اداروں کے اندر انہیں قانون کے تحت مقرر کردہ ''معقول قیود'' کے اندر گھر کی خلوت کا حق حاصل ہے''---

اس پیرا گراف کا عام فہم اور سادہ الفاظ میں خلاصہ یہ ہے کہ قادیانیوں کو اپنے گھروں، عبادت گاہوں اور نجی مخصوص اداروں میں اپنے کفریہ عقائد اور ارتدادی نظریات کی تبلیغ کرنے اور دعوت دینے کا حق حاصل ہے اور اسے ''گھر کی خلوت'' کے پردے میں لپیٹ کر کفریہ عقائد کی تبلیغ کی عام اجازت دے دی گئی۔ حالانکہ حقیقت واقعی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرتے ہوئے جس طرح کھلے عام شرک شرعاً منع ہے، اسی طرح گھر کی خلوت میں بھی شرک ممنوع ہے۔ یونہی معاشرتی اخلاقی جرائم، مثلاً شراب پینا، بدکاری کرنا، جوا کھیلنا، سرعام شرعاً و قانوناً منع ہے، اسی طرح سے گھر کی خلوت میں ان جرائم کو قابلِ دست درازیٔ پولیس قرار دیتے ہوئے ممنوع قرار دیا گیا ہے۔

مذکورہ بالا ایسے حقائق ہیں جو کسی بھی سلیم الفطرت، صاحبِ عقل و دانش اور ماہر قانون و آئین و عمرانیات سے مخفی نہیں ہیں اور نہ کوئی ان کا انکار کر سکتا ہے، یونہی ایک اسلامی ملک کے آئین و قانون، ملی اجماع اور عدالت ہائے عالیہ اور عدالتِ عظمیٰ (سپریم کورٹ) اور وفاقی شرعی عدالت مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکاروں کا ارتدادی و کفریہ عقائد و نظریات کو اسلامی عقائد و نظریات اور اجماعِ امت کے خلاف قرار دے چکی ہیں، تو وہ آئینی و قانونی پابندیوں، قانون، امنِ عامہ اور اخلاق کے تابع رہتے ہوئے پر عمل کیے بغیر اس حق کو کیوں کر حاصل کر سکتے ہیں؟

قادیانیوں کو کھلے عام اپنے عقائد کی دعوت دینے کی اجازت اس لیے نہیں دی جا سکتی کہ یہ مسلمانوں کو دھوکہ دینا ہے، کہ ایک سادہ لوح اور کم خواندہ اور دین کی پختہ تعلیم نہ رکھنے والا شخص اسلامی ناموں اور اسلامی اصطلاحات کو سن کر دھوکہ کھا کر ایمان و اسلام سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔ ظہیر الدین بنام سرکار کیس میں سپریم کورٹ آف پاکستان نے بڑا تفصیلی فیصلہ

جاری کیا تھا۔اس فیصلہ میں جناب جسٹس عبدالقدیر چودھری نے اپنے اضافی نوٹ کے پیراگراف 22 میں لکھا تھا:

''جہاں تک شعائرِ اسلام کا تعلق ہے،عدالت نے قرار دیا کہ اسلامی شعائر کسی غیر مسلم کو انہیں اختیار کرنے کی اجازت نہیں دیتے اور اگر کوئی اسلامی حکومت برسرِ اقتدار ہونے کے باوجود کسی غیر مسلم کو اسلام قبول کیے بغیر،ان کے استعمال کی اجازت دیتی ہے،تو وہ اپنے فرائض کی ادائیگی میں ناکام رہتی ہے۔سیکولر ریاست کی طرح ایک اسلامی ریاست بھی قانون بنانے، غیر مسلموں کو اسلامی شعائر کے استعمال اور اپنے مذہب کی تبلیغ سے باز رکھنے کا اختیار رکھتی ہے۔جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ہے،ایسی پابندی کا مقصد بے ایمان اور دھوکہ باز غیر مسلموں کو اسلام کی مخصوص و نمایاں صفات کے استعمال سے باز رکھنا ہے،تاکہ وہ دوسرے غیر مسلموں کو اسلام کی طرف راغب نہ کرسکیں، بلکہ اپنے مذاہب کی آغوش میں لانے کی کوشش کریں۔مزید قرار دیا گیا کہ اس دعویٰ پر بنیادی حقوق کی آڑ میں زور دینے کی اجازت نہیں دی جاسکتی'' ---[فیاض احمد اختر ملک، قادیانیت کے خلاف اعلیٰ عدالتوں کے تاریخی فیصلے،ص 551]

جج موصوف اپنے اسی اضافی نوٹ میں یہ بھی لکھتے ہیں:

''اگر کوئی مذہبی گروہ دھوکہ دہی و فریب کاری کو اپنا بنیادی حق سمجھ کر اس پر اصرار کرے اور اس سلسلے میں عدالتوں سے مدد کا طلب گار ہو تو اس کا خدا ہی حافظ ہے۔امریکہ کی سپریم کورٹ Cantwell vs Connecticut (310 US 296 at 306) نامی مقدمہ میں قرار دے چکی ہے کہ:

''مذہب یا مذہبی عقیدہ کا لبادہ کسی شخص کو عام لوگوں کو فریب دینے پر تحفظ فراہم نہیں کرتا'' ---[تاریخی فیصلے،ص 549]

مبارک ثانی کیس کا مرکزی نکتہ قادیانیت کی دعوت و تبلیغ ہے، کہ وہ اپنے نجی ادارے، مدرسۃ الحفظ، عائشہ اکیڈمی و مدرسۃ البنات کی سالانہ تقریب، جو نصرت جہاں کالج فار ویمن کے گراؤنڈ میں منعقد کی گئی تھی، اس موقع پر اس نے ''تفسیرِ صغیر'' جس کی اشاعت و تقسیم قانونی طور پر منع ہے، حاضرین میں تقسیم کی گئی۔یہ تقریب 2019ء میں ہوئی تھی اور پنجاب حکومت

نے ممانعت کا قانون، جس کے مطابق تقسیم کنندہ کو سزا دی جاتی، وہ 2019ء کے پنجاب ایکٹ کی دفعہ 7 کے تحت ممنوعہ کتاب کے مصنف، طابع یا ناشر اور ریکارڈ تیار کرنے والے شخص پر ہوتا ہے۔ 2021ء میں ترمیم کے ذریعے اس دفعہ کا اطلاق ایسی کتاب کے تقسیم کرنے والے پر بھی کیا گیا۔ تاہم آئین نے طے کیا ہوا ہے کہ جس جرم کا وقوع 2019ء میں ہوا، اس پر اس قانون کا اطلاق نہیں ہوتا، جو 2021ء میں بنایا گیا ہے۔

خلاصہ یہ نکلا کہ مدعی مبارک ثانی جو مجرم بھی ہے، نے جرم 2019ء میں کیا اور قانون بعد از ترمیم 2021ء میں بنایا گیا، اس پر اس کا اطلاق نہیں ہوتا۔ جب عدالت کے ایک جج نے فیصلہ لکھا، تو اس نے بھی یہ رائے دی کہ اس قانون اطلاق مجرم پر نہیں ہوتا، اس لیے کہ جرم پہلے ہو چکا اور قانون بعد میں بنایا گیا ہے، تو قانون موثر بہ ماضی نہیں ہوگا۔ جرم پر قانون کے اطلاق نہ ہونے کی بحث بھی بے معنی ہے، جو محض الجھاؤ پیدا کرنے کی ایک کوشش تھی، اس لیے قرآن مجید کی اشاعت اور ریکارڈنگ کے حوالے سے پنجاب حکومت کا قانون 2011ء سے موجود ہے اور نافذ العمل بھی ہے۔

بہر کیف ممنوعہ کتاب ''تفسیر صغیر'' اور کتب کی تفسیر قادیانیت کی دعوت و تبلیغ کے زمرہ میں آتی ہے، جو صراحتاً قانون کی خلاف ورزی ہے، اس لیے کہ اس میں خلافِ اسلام مرزا غلام احمد قادیانی کی تعلیمات پیش کی گئی ہیں۔

''تفسیر صغیر'' کی تحریفی عبارات

''تفسیر صغیر'' کی تحریف پر مبنی عبارات و اقتباسات نقل کرنے سے پہلے ہم چند سطروں میں اس کا مختصر تعارف اپنے قارئین کے سامنے رکھنا چاہتے ہیں، تاکہ وہ جان سکیں کہ یہ کسی مذہب (غیر از اسلام) کی کتاب نہیں ہے، بلکہ یہ قرآن مجید ہے، جس کے ٹائٹل پر صاف اور نمایاں طور پر یہ لکھا ہوا ہے:

''تفسیر صغیر، با محاورہ اردو ترجمہ قرآن مجید مع مختصر تفسیر (بمطابق ایڈیشن 1979ء)''

قرآن مجید کا اردو ترجمہ جو مرزا غلام احمد قادیانی کے بیٹے اور دوسرے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود احمد (1889ء-1965ء) نے ترجمہ کے ساتھ منتخب آیات پر مختصر حواشی تحریر کیے، جن میں قادیانی کفری وارتدادی خرافات و تحریفات لکھ کر تفسیر کے نام پر معنوی تحریف کی سعیٔ نامشکور کی۔ درج ذیل میں چند مثالیں بطور نمونہ پیش کی جاتی ہیں، تاکہ علماء و فقہاء اور عام لوگ ان کے

اصل چہرے کو پہچان سکیں:

وَ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَo---[البقرة،۲:۴]

قادیانی ترجمہ: ''اور آئندہ ہونے والی (موعود باتوں) پر بھی یقین رکھتے ہیں''---[تفسیر صغیر،ص5]

وَ مُبَشِّرًا ۢ بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ---[الصّف،۶۱:۶]

اس آیت کے ترجمہ میں تو مرزا بشیر الدین محمود کو تحریف کی جرأت نہیں ہوسکی، لیکن اس کے حاشیہ میں لکھتا ہے:

مرزائی حاشیہ: ''پس اس آیت میں رسول کریم ﷺ کی بلا واسطہ اور آپ کے ایک بروزی، جس کا ذکر اگلی سورۃ میں ہے، بلا واسطہ خبر دی گئی ہے''---[تفسیر صغیر،ص928]

یہ قرآن مجید کی صریح معنوی تحریف ہے۔

اِنَّاۤ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَo---[الکوثر،۱۰۸:۱]

مرزائی حاشیہ: ''کوثر کے معنی ہر چیز کی کثرت کے ہیں، نیز ایسے شخص کے جو بہت خیرات کرنے والا اور سخی ہو۔ جیسا کہ حدیثوں میں مسیح کی نسبت آتا ہے کہ وہ آئے گا اور مال لٹائے گا، لیکن لوگ اسے قبول نہیں کریں گے۔ پس اس جگہ آنے والے امتی کا ذکر ہے، جو روحانی طور پر رسول اللہ ﷺ کا بیٹا ہوگا۔ چنانچہ اس سورۃ میں بتایا ہے کہ کافر کہتے ہیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ ابتر ہیں، وہ کس طرح ابتر ہوسکتے ہیں، جب کہ ان کی روحانی اولاد میں تو ایک ایسا شخص کھڑا ہونے والا ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی تعلیم کے خزانے لٹائے گا، یہاں تک کہ لوگ اس کے دیے ہوئے مال کو قبول کرنے سے انکار کردیں گے اور ایسا مال جس کے لینے سے لوگ انکار کرتے ہیں، علمی خزانے ہی ہوتے ہیں، ورنہ ظاہری مال کے لحاظ سے تو اگر کسی کے پاس کروڑ پاؤنڈ ہو تو اسے ایک پونڈ بھی دیا جائے، تو وہ اسے قبول کرلیتا ہے''---[تفسیر صغیر،ص1064]

قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ---[النمل،۲۷:۳۹]

قادیانی ترجمہ: (پہاڑی قوموں میں سے) ایک سرکش سردار نے کہا''---

حاشیہ: قال عفریت من الجن کے الفاظ قرآن مجید میں ہیں اور اس سے مراد پہاڑی قوموں کے افراد میں سے ایک سردار ہے‘‘---[تفسیر صغیر، ص 623]

وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ---[آل عمران،۳:۸۱]

قادیانی ترجمہ: ’’اور (اس وقت کو بھی یاد کرو) جب اللہ نے (اہلِ کتاب سے) سب نبیوں والا پختہ عہد لیا تھا‘‘---

حاشیہ: ’’سب نبیوں والا سے مراد یہ ہے کہ جو عہد سب نبی اپنی امتوں سے لیتے چلے آئے ہیں‘‘---[تفسیر صغیر، ص 113]

یہ چند مثالیں اس ’’تفسیر صغیر‘‘ سے پیش کی ہیں، جن میں مرزا بشیر الدین محمود احمد نے آیاتِ قرآنیہ کے معانی و مفاہیم جو عہد رسالت مآب ﷺ سے لے کر آج تک امت کے تمام طبقات کے جمہور علماء اور ماہرینِ لغات لیتے آئے ہیں، ان کو بدل کر من مانے مفاہیم کا لبادہ اوڑھانے کی سازش و کوشش کی ہے۔ قرآن کے معانی کو بدلنے اور ان کے غلط اطلاق و انطلاق کرنے کی سعی کی ہے، تا کہ معاشرے کے اندر ارتدادی ضلالت کو پھیلایا جائے۔

’’تفسیر صغیر‘‘ قادیانی گروہ کی کوئی کتاب نہیں، جس کو مبارک ثانی مرزائی اپنے ادارے میں ہونے والی تقریب میں تقسیم کر رہا تھا۔ بلکہ قرآن مجید ہے، جو وطنِ عزیز پاکستان کی اکثریت کی حامل قوم اہلِ اسلام کی بنیادی دینی و مذہبی کتاب ہے، جس کا ترجمہ کرتے ہوئے مترجم نے نہ صرف لغوی غلطیاں کی ہیں بلکہ وہ شعوری طور پر اسلاف اور علمائے لغت کے بیان کردہ معانی اور متعین کردہ مفاہیم میں تحریفِ معنوی کا مرتکب ہوا ہے اور اس کا یہ عمل پنجاب حکومت کے قرآن ایکٹ کی صریح خلاف ورزی اور قابلِ سزا جرم ہے۔ معترضہ فیصلہ 24/جولائی 2024ء سے یہ تاثر پیدا ہوتا تھا کہ عدالتِ عظمیٰ مبارک ثانی مرزائی کے تفسیر صغیر کی تقسیم کے عمل کو جرم نہیں سمجھتی اور اس نے اپنے اس فیصلہ کے ذریعے سے آئندہ بھی توہینِ قرآن کا ارتکاب کرنے والوں کے لیے ایک نرم پہلو اختیار کیا ہے، لیکن الحمد للہ اپنے تصحیحی فیصلہ میں عدالت نے اس ابہام کو بھی دور کر دیا ہے۔ اس طرح عدالت کے وقار میں یقیناً اضافہ ہوا ہے۔

خاتم النبیین بمعنی آخر النبیین

سپریم کورٹ آف پاکستان کے تصحیح شدہ فیصلہ کے پیرا 23 کے اندر مسلمانانِ پاکستان

کے موقف اور عہد رسالت مآب ﷺ سے لے کر آج تک تمام اہلِ اسلام اور تمام مکاتیب فکر کا اس پر اجماع رہا ہے کہ نبی اکرم ﷺ پر نبوت ورسالت کو ختم کر دیا گیا ہے، اب آپ کے بعد قیامت تک نبوت ورسالت کا دروازہ بند کر دیا گیا ہے۔ قادیانی مرتدین، خاتم النبیین کے معنی ومفہوم میں تحریف کرتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ خاتم النبیین کا معنی افضل الانبیاء اور اشرف الانبیاء اور خاتم بمعنی مہر، یعنی آپ نبیوں کی مہر ہیں اور آپ کی تشریف آوری و بعثت کے بعد آپ کی مہر کے بغیر کوئی نبی نہیں بن سکتا۔ اس طرح خام ذہن، ناپختہ فکر، نیم خواندہ اور اَن پڑھ لوگوں کے ایمان پر حملہ کرتے ہوئے انہیں ورغلا کر اپنے دام فریب میں پھنسا لیتے ہیں۔

زیر نظر اس فیصلہ میں عدالت نے بڑے واضح، صریح اور غیر مبہم الفاظ میں امتِ مسلمہ کے اجماعی موقف کی تائید کرتے ہوئے لکھا ہے:

''عدالت ہذا وفاق اور حکومتِ پنجاب کی جانب سے دائر کی گئی تصحیح کی درخواست، جس کی تائید علمائے کرام نے بھی کی منظور کرتے ہوئے قرار دیتی ہے کہ:

(الف) حضرت محمد ﷺ کی ختم نبوت پر ایمان اس امر کے ساتھ مشروط ہے کہ آپ ﷺ کو خاتم النبیین بمعنی ''آخر النبیین'' مانا جائے۔

(ب) اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کی دفعہ (3)260 میں بھی ختم نبوت پر مکمل اور غیر مشروط ایمان کو مسلمان کی تعریف کا لازمی جزو قرار دیا گیا ہے اور اس سلسلے میں کوئی اور تاویل یا توجیہ قابلِ قبول نہیں ہے۔ جس طرح دنیا کے ہر ملک وریاست کے ہر پابند آئین وقانون شہری پر لازم ہے کہ وہ اپنے اس ملک کے آئین وقانون کو لفظاً ومعناً تسلیم کرے اور آئین ''امّ القوانین'' ہوتا ہے، اس لیے قادیانیوں پر بھی لازم ہے کہ وہ آئین میں طے شدہ اپنی آئینی حیثیت کو تسلیم کریں، تو اس کے دائرۂ کار میں رہتے ہوئے ان کے حقوق کا تعین بھی ہو سکے گا اور تحفظ بھی ہو سکے گا'' --- [سپریم کورٹ کا فیصلہ، ص 9]

سپریم کورٹ کے فیصلہ کے پیراگراف 23 کی شق الف نے لفظ خاتم النبیین کے لغوی و اصطلاحی، اجماعی معنی پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے کہ خاتم النبیین کا معنی افضل الانبیاء اور اشرف الانبیاء نہیں، بلکہ اس کا معنی ہے سلسلۂ نبوت کی آخری کڑی اور اس سلسلۂ رشد وہدایت کو ختم کرنے والی ہستی، جس کے بعد کوئی بھی نبی دنیا میں تشریف نہیں لائے گا اور اب قیامت تک نبوتِ محمدیہ کا پھریرا ہی لہراتا رہے گا۔

اس توضیح پر عدالتِ عظمیٰ کے معزز جج صاحبان پوری امتِ مسلمہ کی طرف سے خراجِ تحسین اور جذباتِ تشکر کے مستحق ہیں۔

قادیانی نزاع کیوں پیدا ہوتا ہے؟

پاکستان کے اندر غیر مسلم اقلیت صرف قادیانی لوگ ہی نہیں ہیں، بلکہ بہت سے غیر مسلم اقوام سے تعلق رکھنے والے لوگ پاکستان کے شہری ہیں اور وہ پر امن طور پر آزادانہ زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ان اقلیتوں میں مسیحی، ہندو، سکھ، پارسی وغیرہ غیر مذاہب سے تعلق رکھنے والے لوگ شامل ہیں، لیکن ان کے ساتھ کبھی مقدمہ بازی نہیں ہوئی۔ نہ کبھی کسی کو احتجاج کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قادیانیوں کی طرح آئین شکنی اور قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے:

1. کسی بھی اقلیت سے تعلق رکھنے والے لوگوں کی طرف سے کبھی حضور ﷺ کی شانِ مبارک اور ختمِ نبوت پر حملہ نہیں کیا گیا۔
2. کبھی کسی نے قرآن مجید میں معنوی تحریف کرنے کی جسارت نہیں کی۔
3. کسی بھی اقلیت والوں نے اپنی عبادت گاہ کو مسجد قرار نہیں دیا۔
4. کبھی کسی اقلیت کے عوام و خواص نے مسلمانوں کی مقدس اصطلاحات؛ جیسے امّ المومنین، اہلِ بیت، صحابی وغیرہ پر ڈاکہ نہیں ڈالا۔
5. کبھی کسی غیر مسلم نے اپنے مذہب کے طریقِ کار کے مطابق عبادت کرنے کے لیے بلانے اور دعوت دینے کو ''اذان'' نہیں کہا، کیوں کہ وہ جانتے ہیں کہ اذان مسلمانوں کے مذہب کے مطابق مخصوص معنی رکھنے والی اصطلاح ہے۔
6. کبھی اپنی مذہبی کتاب کو قرآن قرار نہیں دیا۔

پاکستان میں موجود تمام اقلیتیں نہ صرف مسلمانوں کی اصطلاحات استعمال نہیں کرتیں بلکہ اسلام اور اکثریت کے حوالے سے ان تمام مقدس القابات، خطابات اور اصطلاحات کا پورا احترام کرتی ہیں۔ انھی وجوہات کی بنا پر ان کے ساتھ نہ کبھی نزاع ہوتا ہے اور نہ مقدمہ بازی تک نوبت پہنچتی ہے، بلکہ مسلمان اور دیگر غیر مسلم ایک دوسرے کے تہواروں کے موقع پر خوشی کا اظہار کرتے اور ایک دوسرے کو مبارک بادیں دیتے ہیں۔ یوں معاشرے کے اندر باہمی احترام کے ساتھ ہنسی خوشی سے زندگی گزارتے ہیں۔

قادیانیوں کے ساتھ جھگڑا ختم ہو سکتا ہے

جب تمام مسلمان اکثریت میں ہونے کے باوجود دوسرے مذاہب کے لوگوں کے ساتھ پرامن طور پر رہ سکتے ہیں، تو کیا وہ قادیانیوں کے ساتھ پرامن طور پر نہیں رہ سکتے؟ اس سوال کا مختصر جواب یہ ہے کہ اسلام کی تو تعلیم ہی امن و سلامتی ہے، اور حضور نبی رحمت ﷺ کے اسوۂ مبارک کا درس ہی یہ ہے کہ سب انسان معاشرے میں تحمل و برداشت، رواداری اور باہمی بھائی چارے کا مظاہرے کرتے ہوئے زندگی بسر کریں اور ہر کوئی دوسرے کی جان، مال، عزت و آبرو کا محافظ بن کر رہے۔

معاشرے میں بے چینی اور بدامنی اسی وقت پیدا ہوتی ہے جب اخلاق، قانون، امن عام جیسی قانونی، اخلاقی، معاشرتی اقدار کو پسِ پشت ڈال کر قانون کو ہاتھ میں لیا جاتا ہے، تو اس سے معاشرتی امن و سکون ملیا میٹ ہو جاتا ہے اور پھر جب قانون مجرم کی گرفت کرتا ہے تو پھر حقوق سے محرومی کا واویلا کیا جاتا ہے۔

مسئلہ کا ممکنہ حل --- قانون سازی

ہر ریاست اندرونی و بیرونی سطح پر استحکام، پائیدار امن قائم کرنے، اپنے لوگوں کی زندگیاں، ان کے مال واسباب، عزت و ناموس کو محفوظ بنانے کے لیے مختلف پہلوؤں سے قوانین وضع کرتی ہے، جن کی پیروی کرنا، ان کو تسلیم کرنا اور ان پر عمل پیرا ہونا، ہر چھوٹے بڑے، شہری، دیہاتی، پڑھا لکھا اور اَن پڑھ پر ان کی پابندی کرنا لازمی ہوتا ہے۔ قانون کی پاسداری کرتے ان کی پابندی کرنا اور ان پر عمل کرنا ہر شہری کا ریاستی فرض اور اخلاقی فریضہ بھی ہے، اس لیے ریاستِ پاکستان کے باسی اور شہری ہونے کے ناطے دیگر اقلیتی گروہوں کی طرح قادیانی مرزائی حضرات کو بھی اپنی ضد اور اصرار کو چھوڑ کر ملک کی اعلیٰ ترین عدالتوں کے فیصلے مانتے ہوئے آئین و قانون کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہوئے آئینِ پاکستان میں متعین کردہ اپنی سماجی، قانونی اور شرعی حیثیت کے مطابق عمل کرتے ہوئے پُرامن زندگی گزارنی چاہیے یا پھر شریعتِ اسلامی کے صریح، واضح، غیر مبہم مفہوم و مصداق خاتم النبیین کو صدقِ دل سے مانتے ہوئے حضور ختمی مرتبت، آخر الانبیاء، خاتم المرسلین ﷺ کے کسی بھی مدعی نبوت، وہ مرزا غلام احمد قادیانی ہو یا اس کا کوئی بھی پیرو ہو، اس سے اظہار براءت کرتے ہوئے دامنِ اسلام سے وابستہ ہو جائیں اور معاشرے کے اسلامی بھائی چارے

کے وسیع تر دائرہ میں شامل ہوکر اخوتِ اسلامی کی صورت میں تمام حقوق کے اہل بن جائیں، تو معاشرے میں سے فتنہ وفساد ختم ہو جائے۔

قادیانی نزاع کے خاتمہ کا دوسرا حل --- قانون سازی

ریاست کے اندر اگرچہ اکثریت کے لیے مختلف گروہوں اور طبقات کے قوانین موجود ہیں، جس کے مطابق ان کے معاملات کو حل کیا جاتا ہے، اسی طرح قادیانیوں کو چھوڑ کر باقی سب اقلیتی گروہوں کے لیے قوانین موجود ہیں، جن کے مطابق ان کے مسائل کو حل کیا جاتا ہے۔

مگر یہ ایک لمحہ فکریہ ہے ستمبر 1974ء میں پارلیمنٹ کے اندر کئی روز کی بحث کے بعد جب مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے تمام پیروکاروں (احمدی اور لاہوری گروپ)، سب کو ان کے کفریہ عقائد اور ارتدادی نظریات کی بنا پر دائرۂ اسلام سے خارج کر کے غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا تھا، تو اسی وقت اس اقلیتی گروہ سے متعلق خصوصی قانون بھی ساتھ ہی بنا دیا جاتا تو اس طبقۂ غیر مسلم کے قانونی حقوق کا تعین بھی ہو جاتا اور اسلام و مسلمانوں کو بھی دینی و مذہبی اور سماجی و قانونی کوئی نقصان نہ پہنچتا، مگر افسوس ایسا نہ ہوا۔ 1974ء سے لے کر آج نومبر 2024ء تک پاکستان میں مسند اقتدار پر فائز ہونے والی ہر سویلین اور فوجی حکومت کی یہ بنیادی ذمہ داری تھی کہ وہ ملک وقوم کو اس نزاع سے نجات دلانے کے لیے اوّلین فرصت میں اس طرف توجہ دے کر قوانین وضع کرتیں، مگر زلفِ مغرب و یورپ کے اسیر حکمران ایسا نہ کر سکے، حالانکہ اقلیتی قوانین موجود بھی ہیں اور عدالتوں میں ان کے مطابق فیصلے بھی ہوتے ہیں اور ان پر عمل بھی ہوتا ہے۔

پاکستان میں اقلیتوں سے متعلق قوانین

پاکستان کے موجودہ عدالتی نظام میں اقلیتوں سے متعلق درج ذیل قوانین ہیں، جن کے مطابق عدالتیں فیصلے کرتی ہیں:

1. The Hindu Marriage Act, 2017
2. The Parsi Marriage And divorce Act 1936
3. Pakistan Punjab Province Govt: Approves Sikh Marriage Act 2024
4. Christian Marriage Act 1873

سوال یہ ہے کہ اگر متذکرہ بالا قوانین بن سکتے ہیں اور عدالتوں میں مروّج ہیں، تو قادیانی حضرات کے بارے میں قوانین کیوں نہیں بن سکتے؟ حالانکہ علمائے کرام اوّل روز سے ہی حکومت کو متوجہ کررہے ہیں کہ وہ مرزائیوں سے متعلق قانون سازی کرے، جیسا کہ علامہ شارح بخاری سید محمود احمد رضوی (سابق چیئرمین رؤیت ہلال کمیٹی پاکستان) ابن شیخ الحدیث حضرت علامہ سید ابوالبرکات احمد شاہ قادری اشرفی، خلیفہ امام اہلِ سنت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان محدثِ بریلوی، جوکہ اس وقت آل پاکستان مجلسِ عمل تحفظِ ختم نبوت کے سیکرٹری جنرل تھے، نے حزب الاحناف لاہور میں علماء ومشائخ کے ایک بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا:

''اہلِ سنت کا یہ عظیم اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیے جانے سے متعلق آئین سازی نہیں ہوئی اور بھٹو حکومت نے قانون سازی کی راہ میں روڑے اٹکائے ہیں، لہٰذا اس سلسلہ میں فوری طور پر آئین سازی وقانون سازی کی جائے''---

[رضوی، محمود احمد، سید، سیدی ابوالبرکات، طبع اوّل، س ن، ص:286-287]

علمائے کرام کے بھرپور مطالبے کو تسلیم کرتے ہوئے 1973ء کے آئین میں ایک ترمیم کے ذریعہ سے قادیانیوں کو غیر مسلم کو قرار دے دیا گیا، مگران کے متعلق خصوصی قوانین نصف صدی گزرجانے کے باوجود آج تک نہیں بن سکے۔ حالانکہ اس فتنہ کا سر کچلنے کا مؤثر طریقہ یہی ہے، اس کے علاوہ کوئی بھی دوسرا اقدام مؤثر ثابت نہیں ہوسکتا۔ اس لیے جس قدر جلد ممکن ہو، حکومتِ پاکستان کو اپنی ذمہ داری نبھاتے ہوئے یہ قانون سازی کرنا ہی پڑے گی۔

آخر میں ہم معزز جج صاحبان کے ساتھ تمام قائدین، تنظیمات، جماعتوں، زعمائے ملت، کارکنوں اور تحفظِ ختم نبوت کی پہرہ داری کرتے ہوئے جام شہادت نوش کرنے والے عشاق وغلامانِ مصطفیٰ ﷺ کی خدمت میں سپاسِ عقیدت، ہدیۂ تحسین پیش کرتے ہیں، جنہوں نے بیدار مغزی اور جواں جذبوں سے کام لیتے ہوئے ناموسِ ختم نبوت کا تحفظ کرنے کی سعادت حاصل کی:

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را



مبارک باد

علامہ مفتی حافظ محمد اسد اللہ نوری (جامعہ غوثیہ، گلبرگ لاہور) کی صاحبزادی اور مولانا محمد منور نورانی (مصباح القرآن، ساہیوال) کی اہلیہ محترمہ ڈاکٹر حمیرا اسد حفظہا اللہ نے گورنمنٹ کالج یونی ورسٹی فیصل آباد کی قسم اللغة العربية و آدابها، كلية اللغات الشرقية میں فن السيرة الذاتية عند عبد الحليم محمود و خواجه حسن النظامي (دراسة و موازنة) کے عنوان سے اپنا تحقیقی مقالہ پیش کیا اور کامیابی سے اپنے مقالے کا دفاع کر کے PhD کی ڈگری کے اہل قرار پائیں، اس پر انھیں بہت مبارک باد---

قبل ازاں موصوفہ نے ۲۰۲۰ء میں

حاشية الشيخ محمد نور الله النعيمي

على صحيح البخاري --- دراسة و تحقيق

کے موضوع پر MPhil کی ڈگری حاصل کی تھی، اس مقالہ کا ابتدائی حصہ درج بالا عنوان سے ماہ نامہ نور الحبیب مارچ 2020ء میں شائع ہوا تھا---



دار العلوم حنفیہ فریدیہ کے فاضل مولانا محمد حنیف نوری (دیپال پور) کے بڑے صاحبزادے فاضل دار العلوم مولانا مسرور احمد نوری حفظہ اللہ (ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ مڈل سکول 31/D) نے دی یونی ورسٹی آف لاہور سے ''تفسیر لطائف الاشارات للقشیری اور تفسیر نغبة البیان للسھروردی کے اشاری مباحث کا تقابلی جائزہ'' کے عنوان سے اپنا تحقیقی مقالہ پیش کیا اور کامیابی سے اپنے تحقیقی مقالہ کا دفاع کر کے PhD کی ڈگری کے اہل قرار پائے--- اللہ تعالیٰ انہیں یہ سنگِ میل عبور کرنا مبارک فرمائے---



اشاریہ ماہنامہ نور الحبیب
جنوری تا دسمبر 2024ء

مرتب: مولانا محمد یوسف نوری

جنوری تا دسمبر 2024ء

جلد: 36، شمارہ: 1 تا 12

اس سال (2024ء) کے پرچے 1004 صفحات پر مشتمل ہیں، جن میں مختلف عنوانات کے تحت درج ذیل مضامین شائع ہوئے --- تفصیل کچھ اس طرح سے ہے:

انوار القرآن و الحدیث

اسلامی تقریبات

فقہ و فتاویٰ

سیرت النبی ﷺ

قائدانہ اوصاف، اسوۂ حسنہ کی روشنی میں	خلیل احمد نوری، پروفیسر	جنوری،فروری	28-24
قائدانہ اوصاف، اسوۂ حسنہ کی روشنی میں	خلیل احمد نوری، پروفیسر	مارچ	71-62
یہ کوچہ حبیب ہے، پلکوں سے چل کے آ	شورش کشمیری، آغا	مارچ	79-75
نصب العین کی سچائی کا یقین (اسوۂ حسنہ)	خلیل احمد نوری، پروفیسر	اپریل	58-49
مدینہ طیبہ کی نورانی تجلیاں	نعیم الدین، صدر الافاضل مولانا	مئی	28-19
قائد کا مخالفین کے ساتھ برتاؤ (اسوۂ حسنہ)	خلیل احمد نوری، پروفیسر	مئی	44-34
پیروؤں کے ساتھ حسنِ سلوک (اسوۂ حسنہ)	خلیل احمد نوری، پروفیسر	جون	40-32
پیروؤں کے ساتھ حسنِ سلوک (اسوۂ حسنہ)	خلیل احمد نوری، پروفیسر	جولائی	55-43
پیروؤں کے لیے لائقِ محبت واتباع (اسوۂ حسنہ)	خلیل احمد نوری، پروفیسر	اگست	23-12
بعثتِ نبوی ﷺ	محمد شریف نوری، علامہ	ستمبر	44-41
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر قائد انسانیت ﷺ کی افضلیت (اسوۂ حسنہ)	خلیل احمد نوری، پروفیسر	ستمبر	58-45
مولود شریف ❶	الطاف حسین حالی، مولانا خواجہ	ستمبر	77-65
قائدانہ اوصاف-تربیتِ افراد (اسوۂ حسنہ)	خلیل احمد نوری، پروفیسر	اکتوبر	42-33
مولود شریف ❷	الطاف حسین حالی، مولانا خواجہ	اکتوبر	75-61
رسول اللہ ﷺ کے حکیمانہ اسلوبِ تربیت	خلیل احمد نوری، پروفیسر	نومبر	36-23
مولود شریف ❸	الطاف حسین حالی، مولانا خواجہ	نومبر	70-55
حقیقتِ دین	حضرت سیدی فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ	دسمبر	2
نبوی اسلوبِ تربیت کے عملی طریقے (اسوۂ حسنہ)	خلیل احمد نوری، پروفیسر	دسمبر	44-33

سیرتِ اہلِ بیت، سیرتِ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم

انبیاء ورسل علیہم السلام کے بعد اعلیٰ ترین شخصیت (سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ)	محمد محبّ اللہ نوری، صاحبزادہ	جنوری،فروری	18-13
رمضان المبارک میں وصال فرمانے والی اہلِ ایمان کی مائیں	غلام رسول سعیدی، شیخ الحدیث	مارچ	24-22

تربیتِ نبوی کا عظیم شاہ کار، امیر المومنین سیدنا حیدر کرار علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ	محبوب رسول قادری، ملک	مارچ	27-25
حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ	ابنِ خیر	مئی	49-45
حضرت سیدنا فاروق اعظم اور حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہما کا باہمی ادب و احترام	محمد محبّ اللہ نوری، صاحبزادہ	جون	25-23
حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ	فیض احمد چشتی، ڈاکٹر	جون	29-26
حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ	غلام رسول سعیدی، شیخ الحدیث	جون	31-30
امام عالی مقام رضی اللہ عنہ	ابوبکر غزنوی، پروفیسر سید	جولائی	25-19
سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی اخلاقی عظمت	محمد سعد اللہ، ڈاکٹر حافظ	جولائی	40-27
سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ	محمد بشیر، مولانا ابوالنور	اگست	26-24
سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور اصلاحِ معاشرہ	شفاقت علی الازہری، ڈاکٹر	دسمبر	22-15

سیرتِ صالحین

علم و فضل کے پیکر رعنا (حضرت فقیہ اعظم)	محمد کرم شاہ الازہری، ضیاء الامت	جنوری، فروری	145
امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ، بشارات و اقوال کی روشنی میں	محمد امجد علی قادری، مفتی	مارچ	58-55
خطیب پاکستان علامہ محمد شریف نوری رحمۃ اللہ علیہ	محمد فاروق خان سعیدی، علامہ	اپریل	48-44
حضرت سائیں پیر سردار احمد عالم قادری رحمۃ اللہ علیہ	افتخار احمد سیال، پروفیسر	اپریل	81-75
شہنشاہ اورنگ زیب عالم گیر رحمۃ اللہ علیہ کی عید اور دوّنی	محمد اصغر مجددی، صحافی	مئی	33-29
صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ (صاحبِ بہارِ شریعت)	محمد عطاء الرحمٰن قادری، پروفیسر	مئی	78-74
حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ	عابد نظامی، ڈاکٹر خواجہ	جون	50-42
علامۃ الدہر مولانا عبدالعزیز پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ	محمد عبدالحکیم شرف قادری، علامہ	جون	53-51
حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا ایک خواب	عبدالعلیم مدنی	اگست	32-27
امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ	منظور حسین نوری، پروفیسر حافظ	اگست	46-33
علامہ فضلِ حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ	محمد طاہر عزیز باروی، علامہ	اگست	53-47
اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رحمۃ اللہ علیہ	غلام رسول سعیدی، شیخ الحدیث	اگست	55-54

حضرت سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ اور اتباعِ شریعت	محمد محبّ اللہ نوری، صاحبزادہ	اکتوبر	20-7
حضرت حافظ محمد جمال اللہ چشتی ملتانی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے نامور خلفاء	محمد زمان سعیدی رضوی، مفتی	نومبر	44-37

تذکر اور تدبر / تعلیم و تربیت

توکل علی اللہ کی برکات	محمد اسد، حافظ	جولائی	81-75
لطائف ونوادِر	عبدالرب ربانی	اگست	62-61
کامیاب استاذ بننے کے بیس رہنما اصول	محمد عبداللہ	اگست	79-75
مسلمان کی متاع---حیا اور ایمان	ابنِ آدم	نومبر	76-71
سردی کا موسم شریعت کی روشنی میں بسر کیجیے	ابنِ آدم	دسمبر	32-23

نقطۂ نظر

فتاویٰ نوریہ کے اسالیبِ استناد و استدلال	محمد طفیل، پروفیسر ڈاکٹر	جنوری،فروری	146-83
علامہ اقبال کے عسکری اور جہادی افکار	عبدالجبار شاکر، پروفیسر	اپریل	34-33
نکبۃ فلسطین	عابد حسین شاہ پیرزادہ	جون	82-54
فلسفۂ جدوجہد	ارشد القادری، علامہ	جولائی	55
قیامِ پاکستان اور قرآن	محمد اکرام راشدؔ، حافظ	اگست	58-56
مغربی پروپیگنڈے کی کامیابی کا راز ملک بنک کے متعلق حالیہ بحث کے تناظر میں	محمد رضا، پروفیسر مفتی	اگست	66-63
جلوسِ میلاد اور خرافات	محمد شہزاد نوری حنفی، مفتی علامہ	ستمبر	64-59
مفتی طارق مسعود کے مغالطے کا جواب	محمد نعیم الدین الازہری، ڈاکٹر	اکتوبر	31-28
وہ معلم، وہ امی لقب آ گیا	محمد طاہر عزیز باروی، علامہ	اکتوبر	32-31
''عاشق و معشوق'' الفاظ کا مقدس استعمال	منیب الرحمٰن، پروفیسر مفتی	اکتوبر	60-53
ربیع الآخِر اور جمادی الآخِرۃ کا صحیح تلفظ؟	محمد جاوید، مولانا	نومبر	14-11

رپوتاژ

عرس مبارک سیدی فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ سالانہ اجلاس دار العلوم حنفیہ فریدیہ	محمد لقمان رشید نوری، مفتی	مارچ	54-43

کتاب نما

یادِ رفتگاں

متفرقات

حمد

اے خالق و مالک ربِ علیٰ، سبحان اللہ سبحان اللہ	احمد یار خاں نعیمی، مفتی	جولائی	5
روشنی بجھ گئی، چاندنی لُٹ گئی، المدد یا خدا	ریاض حسین چودھری	اگست	6-5
ہر عیب سے پاک ذات اس کی	حسن رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ، مولانا	ستمبر	5
دونوں عالم کا مشکل کشا ہے خدا	فیضان رسول فیضانؔ، پروفیسر	اکتوبر	5
فکر اسفل ہے مری، مرتبہ اعلیٰ تیرا	حسن رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ، مولانا	نومبر	5
نقصان نہ دے گا تجھے عصیاں میرا	اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ	دسمبر	5

نعت شریف

پڑھتے ہیں سارے لوگ یہ اخبارِ کائنات	رشید محمود، راجا	جنوری، فروری	5
طیبہ، تا حشر پیمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حسیں مسکن ہے	رشید محمود، راجا	مارچ	5
سرکار، میں آنسو ہوں سرِ شاخ جلا ہوں	ریاض حسین چودھری	اپریل	6
اُن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجئے حمدِ خدا کے بعد	محمد شہزاد مجددی، ڈاکٹر علامہ	مئی	6
جہاں زیرِ نگینِ شاہِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	حضرت صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ	جون	6
عقیدتوں کے بنا گجرے، بڑی محبت سے......	جمشید کمبوہ، حکیم	جولائی	6
روشنی بجھ گئی، چاندنی لُٹ گئی، الکرم یا نبی	ریاض حسین چودھری	اگست	6-5
آتے رہے انبیاء کَمَا قِیْلَ لَھُمْ	اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ	ستمبر	5
خدا کے فضل سے سایہ ملا آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت کا	محمد محبّ اللہ نوری، صاحبزادہ	ستمبر	6
کس نے ذرّوں کو اٹھایا اور صحرا کر دیا	ہری چند اختر	ستمبر	92
خدا ہی جانتا ہے شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا ہے	فیضان رسول فیضانؔ، پروفیسر	اکتوبر	6
اے کہ تھا نوح کو طوفاں میں سہارا تیرا	محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ	نومبر	6
تم چاہو تو قسمت کی مصیبت ٹل جائے	اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ	دسمبر	5

منظومات / مناقب

معدنِ عرفان و حکمت، مرشدِ منزل مدار	جمشید کمبوہ، حکیم	جنوری، فروری	51-50
آپ، اللہ کا ہیں نور فقیہ اعظم	فیضان رسول فیضانؔ، پروفیسر	جنوری، فروری	52
جو ہے چہرۂ حق نما نوری نوری (منقبت)	فیضان رسول فیضانؔ، پروفیسر	جنوری، فروری	53

آپ کے نور کا ضوفگن ہو سایا ں آفتابِ فقاہت	محمد امین ساجد سعیدی	جنوری،فروری	54
بحضور اہلِ بیت حضرات ازواج مطہرات	نصیر الدین نصیر گیلانی، سید	مارچ	24
نورِ چشم مصطفیٰ، خیر النساء رضی اللہ عنہا	محمد شہزاد مجددی، ڈاکٹر علامہ	مارچ	28
مشہور مصرعے، شعر اور شاعر کا نام	ظفر صابری	اپریل	26-24
پھر آگ ہے، شعلے ہیں، سلگتا ہے فلسطیں	آفتاب احمد رضوی، مفتی	مئی	81
لا الٰہ کے دیس میں کشورِ حسین پر		مئی	83
غازۂ روئے صداقت ہے شہادت تیری	فیض الحسن شاہ، صاحبزادہ سید	جولائی	7
کس زبان سے ہو بیاں فضل و کمالِ اہلِ بیت	محمد شہزاد مجددی، ڈاکٹر علامہ	جولائی	8
پس خدا بر ما شریعت ختم کرد	محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ	جولائی	13
شیدائی ہو گیا ہے زمانہ حسین رضی اللہ عنہ کا	محمد امین ساجد سعیدی	جولائی	26
عطائے خالقِ ہر دو سرا مرے داتا رحمۃ اللہ علیہ	غلام زبیر نازش، قاری	اگست	32
مسلم ہے زمانے بھر میں عظمت غوثِ اعظم کی	محمد محب اللہ نوری، صاحبزادہ	اکتوبر	84
بہت بلند ہے صدیق رضی اللہ عنہ بارگاہ تیری	فیض الحسن رحمۃ اللہ علیہ، صاحبزادہ	دسمبر	6
کون بھولے گا ترا پیار فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ	عبد الستار نیازی، الحاج	دسمبر	14
آ گیا سالانہ عرس الحاج نور اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا	محمد امین ساجد سعیدی	دسمبر	81
شانِ عز و جاہ	ضیاء القادری بدایونی رحمۃ اللہ علیہ	دسمبر	81

میقات نماز و سحر و افطار

نقشہ اوقاتِ نماز	ادارہ	ہر مہینہ کی مناسبت سے	
نقشہ اوقات سحر و افطار	ادارہ	مارچ	83





منقبت بحضور فقیہ اعظم

حضرت قبلہ پیر محمد نور اللہ نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

آ گیا سالانہ عرس الحاج نور اللہ کا
کیا فقاہت کا ہے چمکا تاج نور اللہ کا

وارثانِ منبر و محراب ہیں یوں لب کشا
فقہ کی ہے مملکت پر راج نور اللہ کا

یوں تو تھی سارے ہی علموں میں مہارت آپ کو
پر ''فتاویٰ'' منصب و معراج نور اللہ کا

گردشِ ایام کی آئے خزاں مت عمر بھر
نا چمن ہو تاخت و تاراج نور اللہ کا

دوران سے رہتی ہیں حالات کی سب گردشیں
نور سے معمور ہے منہاج نور اللہ کا

عمر بھر جو قال قال کی صدا تھی اس لیے
خود بخود بنتا گیا ہے کاج نور اللہ کا

عرس میں ساجد ولی، ابدال، اقطاب آئے ہیں
سب کے لب پر تذکرہ ہے آج نور اللہ کا

محمد امین ساجد سعیدی

(صدارتی قومی سیرت ایوارڈ یافتہ) حاصل پور



شانِ عز و جاہ

جس نے دیکھا صورتِ مولانا نور اللہ کو
اس نے دیکھا عرش کی پاکیزہ جلوہ گاہ کو

ان کے فیضِ درس سے دنیا ہو یا رب فیض یاب
ہو ترقی روز ان کی شانِ عز و جاہ کو

استاذ الشعراء مولانا ضیاء القادری بدایونی رحمۃ اللہ علیہ



نقشہ اوقاتِ نماز برائے بصیر پور شریف ومضافات---ماہ دسمبر

تاریخ	صبح صادق، ابتدائے فجر وختم سحری	طلوعِ آفتاب، انتہائے فجر	ضحوۂ کبریٰ	ابتداء وقتِ ظہر	اخیر مثلِ اوّل	اخیر مثلِ دوم آغاز وقتِ عصر	غروبِ آفتاب (افطار) وقتِ مغرب	ابتداء وقتِ عشاء
-	سیکنڈ منٹ گھنٹا	سیکنڈ منٹ گھنٹا	سیکنڈ منٹ گھنٹا	سیکنڈ منٹ گھنٹا	سیکنڈ منٹ گھنٹا	سیکنڈ منٹ گھنٹا	سیکنڈ منٹ گھنٹا	سیکنڈ منٹ گھنٹا
1	5:18:07	6:42:49	11:10:39	11:53:47	2:45:22	3:27:47	5:04:55	6:28:10
2	5:18:50	6:43:37	11:10:58	11:54:10	2:45:25	3:27:44	5:04:52	6:28:14
3	5:19:32	6:44:25	11:11:19	11:54:33	2:45:29	3:27:43	5:04:52	6:28:20
4	5:20:14	6:45:12	11:11:41	11:54:57	2:45:34	3:27:45	5:04:54	6:28:28
5	5:20:55	6:45:59	11:12:04	11:55:22	2:45:41	3:27:49	5:04:58	6:28:37
6	5:21:36	6:46:45	11:12:27	11:55:48	2:45:50	3:27:54	5:05:03	6:28:47
7	5:22:17	6:47:30	11:12:51	11:56:14	2:46:00	3:28:01	5:05:11	6:28:59
8	5:22:57	6:48:15	11:13:16	11:56:40	2:46:11	3:28:10	5:05:20	6:29:12
9	5:23:37	6:48:59	11:13:41	11:57:07	2:46:24	3:28:20	5:05:30	6:29:26
10	5:24:16	6:49:42	11:14:07	11:57:34	2:46:39	3:28:32	5:05:43	6:29:42
11	5:24:55	6:50:25	11:14:33	11:58:02	2:46:55	3:28:46	5:05:57	6:30:59
12	5:25:33	6:51:06	11:15:00	11:58:30	2:47:13	3:29:02	5:06:12	6:30:18
13	5:26:11	6:51:47	11:15:28	11:58:58	2:47:32	3:29:19	5:06:30	6:30:38
14	5:26:47	6:52:26	11:15:56	11:59:26	2:47:52	3:29:37	5:06:49	6:30:59
15	5:27:24	6:53:05	11:16:24	11:59:55	2:48:13	3:29:58	5:07:09	6:31:22
16	5:27:59	6:53:42	11:16:53	12:00:24	2:48:36	3:30:20	5:07:31	6:31:46
17	5:28:34	6:54:19	11:17:22	12:00:53	2:49:01	3:30:43	5:07:55	6:32:10
18	5:29:08	6:54:54	11:17:51	12:01:23	2:49:27	3:31:08	5:08:20	6:32:37
19	5:29:41	6:55:29	11:18:21	12:01:53	2:49:54	3:31:35	5:08:47	6:33:04
20	5:30:13	6:56:02	11:18:52	12:02:22	2:50:22	3:32:03	5:09:15	6:33:32
21	5:30:45	6:56:34	11:19:22	12:02:52	2:50:51	3:32:32	5:09:44	6:34:02
22	5:31:15	6:57:05	11:19:53	12:03:22	2:51:22	3:33:03	5:10:15	6:34:32
23	5:31:45	6:57:34	11:20:24	12:03:52	2:51:54	3:33:35	5:10:47	6:35:04
24	5:32:14	6:58:02	11:20:55	12:04:22	2:52:26	3:34:08	5:11:21	6:35:36
25	5:32:41	6:58:28	11:21:26	12:04:52	2:53:00	3:34:43	5:11:56	6:36:10
26	5:33:07	6:58:53	11:21:57	12:05:21	2:53:35	3:35:19	5:12:32	6:36:44
27	5:33:33	6:59:17	11:22:28	12:05:51	2:54:11	3:35:57	5:13:09	6:37:19
28	5:33:57	6:59:39	11:23:00	12:06:20	2:54:48	3:36:35	5:13:47	6:37:56
29	5:34:20	7:00:00	11:23:31	12:06:49	2:55:26	3:37:14	5:14:27	6:38:33
30	5:34:41	7:00:19	11:24:02	12:07:18	2:56:05	3:37:55	5:15:07	6:39:10
31	5:35:02	7:00:37	11:24:33	12:07:47	2:56:44	3:38:36	5:15:49	6:39:49

● ......گھڑیاں درست رکھیں

دارالعلوم حنفیہ فریدیہ ۰ بصیرپور شریف (اوکاڑا)

Darul Oloom Hanfia Faridia Baseer Pur Sharif (Okara)



مشرقی سمت طلباء کے لیے درس گاہوں اور رہائشی کمروں کی تعمیر نو کا کام جاری ہے

دینی درد اور علوم اسلامیہ سے محبت رکھنے والے احباب کو

اس کارِ خیر میں حصہ ڈالنے کی دعوت دی جاتی ہے

آپ کے صدقات، زکوٰۃ، خیرات، غلہ جات، دیگر عطیات

آپ کے لیے صدقۂ جاریہ اور دنیا و آخرت

کی بھلائی کا ذریعہ بنیں گی۔ ان شاء المولیٰ تعالیٰ

نوٹ: عطیات کی رقم براہ راست بھجوائیں

(صاحب زادہ) محمد محب اللہ نوری

مہتمم دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیرپور شریف ضلع اوکاڑا

موبائل نمبر: 0300-4321088, 0345-7526622, 0306-5696666

Book No. 36 Serial No. 12
Dec-2024
Monthly "NOOR-UL-HABIB" Basirpur
Regd No. PS / CPL - 25
ISSN 1993-4238

43 واں سالانہ
عظیم الشان
عرس مبارک
فقیہ اعظم
حضرت مولانا ابوالخیر مفتی محمد نور اللہ نعیمی قادری
1-2 جنوری 2025ء
بروز بدھ - جمعرات
1-2 رجب المرجب ۱۴۴۶ھ

صدارت
جانشین فقیہ اعظم حضرت علامہ صاحبزادہ مفتی پیر محمد محب اللہ نوری قادری
سجادہ نشین
مہتمم

پروگرام ان شاء اللہ

1 جنوری بروز بدھ
بعد نماز فجر: قرآن خوانی
9 بجے صبح: ختم دلائل الخیرات ختم غوثیہ غسل مزار شریف
نشست اول: بعد نماز ظہر 12:45 تا 4 بجے سہ پہر
نشست دوم: بعد نماز عشاء 7:30 تا 11:30 بجے شب

2 جنوری بروز جمعرات
بعد نماز فجر: قرآن خوانی
نشست اول: 8:30 تا 11:30 بجے دوپہر
نشست دوم: بعد نماز ظہر 12:45 تا 4 بجے سہ پہر
نشست سوم: بعد نماز عشاء 7:30 تا 1 بجے شب

شجرہ شریف ختم شریف
2 جنوری 1 بجے شب خصوصی دعا
86 واں سالانہ اجلاس

YouTube Thenoorigroup
LIVE Thenoorigroup

بزم غلامان فقیہ اعظم پاکستان بصیر پور شریف ضلع اوکاڑہ
رابطہ نمبر 0345-7526622 0306-5696666